ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۸ ستمبر ۱۹۵۶
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

مقصدِ بیعت

استفادہ عن الشیخ کے لئے آخری شرط - اطاعت

از جناب مولانا محمدؐ شعیب صاحب میاں علی ضلع شیخوپورہ

تیسری اور آخری شرط طالب صادق کے لئے اطاعت ہے - یعنی شیخ کامل کا تابعدار رہنا۔ کیسا اور کتنا تابعدار ؟ کَالْمَیِّتِ فِیْ یَدِ الْغَسَّالِ ط یعنی جیسے مردہ بدست زندہ۔ شیخ کے ہر ایک حکم کا دل و جان سے تابع ہو - اور اس کی اطاعت کو اپنے لئے سرمایۂ سعادت سمجھے۔ عقیدت اور ادب کے بعد اطاعت طالب کے لئے لازمی ہے۔ قال اللہ تعالٰے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط یعنی جو لوگ ہماری راہ میں محنت و مشقت کرینگے - ہم اُن پر ہدایت کی راہیں کھول دینگے۔ مثل مشہور ہے کہ محنت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ دُنیا کا کوئی کام بھی آپ لیں۔ کیا بغیر شب و روز کی محنت کے کبھی کامیابی ہوسکتی ہے ؟ بعینہٖ اسی طرح دین کے کاموں میں بھی بغیر مشقت و ریاضت کے کامیابی مشکل ہے۔ طالب صادق کو لازم ہے کہ فرائض اسلامیہ کے بعد شیخ کامل کے تعلیم کردہ اذکار و اشغال پر مواظبت و مداومت رکھے۔ اگر کبھی قضا ہو جائیں تو ناغہ پورا کرے کبھی کبھار کچھ کر لینا اور گاہے بگاہے چھوڑ دینا اطاعت نہیں - یہ استہزاء ہے۔ صرفی گردانوں کی طرح اشغال کمانے سے بھی کچھ فائدہ ہوگا۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند کے متعلق بعض ثقہ بزرگوں نے لکھا ہے۔ کہ وہ ایک ایک شغل کو پانچ پانچ چھ چھ گھنٹہ تک جاری رکھتے تھے اور جب ذکر سے فارغ ہوتے تو کپڑے پسینے سے اس قدر بھیگ جاتے تھے کہ اُن کو نچوڑتے تھے۔ اطاعت اس کا نام ہے - پنجابی کی ایک مثل مشہور ہے - کہ مزدوری تے کھا چوری۔ یعنی محنت کرو تو پھل پاؤ - جس قدر اذکار اشغال زیادہ کریگا - اسی قدر فائدہ زیادہ ہوگا آج ہم دیکھتے ہیں کہ اہل اللہ کے عقیدتمند تو بہت ہیں۔ مگر ان کا اتباع اور اُن کے ارشادات پر عمل سے دُنیا گھبراتی ہے اور اور اگر کچھ کریں گے بھی تو بڑا نام ہی کرینگے ان حضرات پر اللہ تعالٰے ہی رحم فرمائیں۔ ان کا خیال ہے کہ شیخ کامل ہم کو کوئی تعویذ دیں

اور ہم گھول کر پی لیں - جس سے ہماری اصلاح ہو جائے - ہماری جملہ خامیاں نکل جائیں۔ اور کمالات آ جائیں - مگر افسوس کہ اُن کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہونا مشکل ہے - (الّا ماشاء اللہ) آپ کسی حکیم یا ڈاکٹر کے پاس بغرض علاج تشریف لے جائیں اور کہیں کہ حکیم صاحب ہمیں کوئی دوا استعمال نہ کرائیں صرف اُن کے دیکھنے سے ہی تمام امراض نکل جائیں۔ تو کیا یہ خام خیالی نہیں ؟ اسی طرح آپ کسی روحانی معالج (مرشد) کے پاس جائیں اور کہیں کہ ہمیں کرنا کچھ نہ پڑے - صرف ایک نگاہ سے ہمارے جملہ روحانی امراض کا ازالہ ہو جائے - تو یہ ایک خام خیالی ہی ہوگی اگرچہ بعض پر ایسا اثر ہو بھی جاتا ہے - مگر وہ قانون نہیں - قانون یہی ہے - کہ اذکار اشغال بلا ناغہ جاری رکھیں - پھر کہیں آہستہ آہستہ فضل خداوندی شامل حال رہا تو اصلاح ہوتی جائیگی - اس سلسلے میں سلف صالحین کا دستور یہ تھا کہ طالب جب تک سچی طلب لے کر نہ آتا - اُسے بیعت نہ فرماتے تھے۔ اس لئے کہ اطاعت شیخ اسی کو نصیب ہوتی ہے جو سچی طلب سے حاضر ہو - جو دیکھے دکھائے یا کہے کہائے داخلِ سلسلہ ہو جائے - وہ ہرچند برائے نام تو متوسل ہو جائے گا لیکن اطاعت سے محروم ہی رہے گا - اس لئے کہ اطاعت اور اصلاح کے لئے وہ حاضر نہیں ہوا - محض کسی کے کہنے یا کسی کو دکھلانے کے لئے آیا ہے اور بس - ہم نے بچشم خود ایک صاحب نواحی علاقے میں دیکھے - جو فی الحال ایک کامل اور مکمل شیخ کے دامنگیر بتلائے جاتے تھے مگر جب کبھی اُن کے گھر سابقہ آبائی پیر آ جاتا - جو مبتدع ہونے کے علاوہ جاہل اور مشرک تھا تو یہ حضرت اُنہی کے ہو جاتے انہی کو نذرانے دیتے - دعوتیں کرتے اور کسی طرح سے اُن کی خاطر و تواضع کرنے میں کسر نہ چھوڑتے - اس دو رنگی پر بعض نے ٹوکا تو فرمانے لگے - کہ پیر پیرے تو یہی ہیں جو آبائی اجدائی مرشد چلے آتے ہیں

فلاں صاحب کے کہنے سے میں فلاں بزرگ کا مرید ہو گیا تھا - دل میرا اسی طرف ہے اُدھر صرف دکھلاوا تھا - بلکہ بعض کو اہل حق سے متوسل ہونے کے بعد تارک فرائض بھی دیکھا گیا ہے - صرف اسی لئے کہ وہ کسی کے ایما سے ظاہراً متوسل ہوتے ہیں قلبی میلان اُن کو کوئی نہیں - ایسے بیکاروں کو کیا ملے گا - کیا صرف کسی کا دامنگیر ہو جانا ہی نجات کے لئے کافی ہے یا کہ کسی عمل کی بھی ضرورت ہے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتون جنّت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالٰے عنہا کو فرماتے ہیں - یا فَاطِمَةُ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ لَا اَمْلِكُ لَكِ شَیْئًا - یعنی اے فاطمہ بیٹی - دُنیا میں جو کچھ مانگنی ہے مجھ سے مانگ لے - اگر تیرا عمل نہ ہوا تو قیامت کے روز میں تیرا کچھ نہ کر سکوں گا - اور آج دنیا نے صرف منسوب ہو جانے کو کافی سمجھ رکھا ہے - آپ یاد رکھیں کام سے ہی وصول الی المطلوب ہوگا - محنت سے جی چرانے والے کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے -

خاتمۂ کلام

ہم نے پہلی قسط میں عرض کیا تھا کہ آج ہم میں جو خامیاں بزرگوں سے متوسل ہونے کے بعد بھی باقی رہتی ہیں - اُن کا سبب کیا ہے - سو قارئین کرام کو معلوم ہو گیا ہوگا - کہ ان کے اسباب خود ہمارے اعمال سوء ہیں - شیخ میں شرائط سابق عرض کردہ موجود ہوں اور طالب عقیدت - ادب - اطاعت کے گرانبہا موتیوں سے مالامال ہو - تو دیکھے رنگ چڑھتا ہے یا نہ ؟ کسی نے کیا خوب کہا ؎

درِ فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
کھلا ہے بابِ رحمت فیض پائے جس کا جی چاہے

رحمۃ للعالمین پر صرف نبوّت ختم ہوئی ہے - باقی کمالات ولایت کے دروازے آپ کی اُمت کے ہر فرد بشر پر کھلے ہوئے ہیں جس کا جی چاہے طالب بن کر آئے اور گوہر مقصود سے اپنا دامن بھر کر لے جائے - اگر طالب ایسا ہو جیسا کہ عرض کیا گیا تو غفلت کی جگہ ذکر ہوگا - تکبّر نکلے گا - تواضع آئے گی - طمع، حرص، لالچ کی بجائے توکّل ہوگا - دین کے کاموں سے محبت پیدا ہوگی - دُنیا سے نفرت آئیگی - قرآن سے عشق ہوگا - حضور کی سُنّت سے لگاؤ ہوگا - حق تعالٰے سے قلبی تعلق پیدا ہوگا - ذکر الٰہی سے سکون اور قلبی اطمینان حاصل ہوگا - اہل اللہ سے عقیدت

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۲ | یوم جمعہ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۷۶ھ - ۲۸ ستمبر ۱۹۵۶ء | شمارہ ۲۰

نہر سویز

نہر سویز کا مسئلہ دن بدن پیچیدہ ہوتا
ا رہا ہے۔ بظاہر باہمی گفت و شنید سے
س کے طے ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں
تی۔ مغربی طاقتوں نے پہلے تو اس مسئلہ کو
اقت کے بل بوتے پر حل کرنے کی دھکیاں
یں۔ جب مصر نے ان دھمکیوں کی پروا نہ کی
ور دُنیا کی رائے عامہ نے ان کا ساتھ نہ دیا
۔ اُنھوں نے مصر کے صدر سے بات چیت
رنے کے لئے پانچ ملکوں کی ایک کمیٹی بنادی
س کمیٹی نے صدر کے ساتھ بات چیت کی
لر جلد ہی ناکام واپس آگئی۔ مغربی طاقتوں
نے اب نہر سوئز کو استعمال کرنے والوں کی
یک ایسوسی ایشن بنا دی ہے۔ اور وہ اس
عاملہ کو اقوام متحدہ کے سامنے بھی پیش کرینگی
۔ ایسوسی ایشن جبر کی بجائے تعاون سے
کام لے گی۔ دوسری طرف مصر بھی عنقریب
پنے ہم خیال ملکوں کی جو اقوام متحدہ کے ممبر
بھی ہیں ایک کانفرنس بُلا رہا ہے۔ اس کانفرنس
یں شرکت کی دعوت کو اب تک ستائیس (۲۷)
ملکوں نے منظور کر لیا ہے۔ اس کانفرنس
یں دیکھئے کیا طے ہوتا ہے۔ دونوں فریق
نیا کی رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کرنے
کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟
س کے متعلق فیصلہ کرنا مشکل نہیں۔ اس وقت
نیا میں جس کی لاٹھی اسی کی بھینس کا اصول
رائج ہے۔ مغربی طاقتیں مصر کے مقابلہ میں
زیادہ طاقتور ہیں۔ اس لئے اقوام متحدہ میں
جب معاملہ پیش ہوگا تو فیصلہ ان کے حق میں
ہی ہوگا۔ مگر اس سے یہ مسئلہ حل ہونے کی
بجائے اور زیادہ اُلجھتا جائیگا۔ یورپین ممالک
ور امریکہ نے جس غرض سے گزشتہ دو عظیم جنگوں
میں حصّہ لیا کیا وہ طاقت کے بل بوتے پر
حاصل ہوگئی؟ ایک جنگ نے دوسری جنگ
کو جنم دیا۔ دوسری کے بعد اب تیسری کی
تیاریاں ہو رہی ہیں۔ طاقت سے آپ مصر کو
مطیع تو کر لیں گے لیکن اس کے ضمیر کی آواز
کو نہیں کچل سکتے۔ وہ آپ کو ظالم ہی قرار
دیگی۔ اس لئے مغربی ممالک کو طاقت کا
خیال دل سے نکال کر اس مسئلہ پر ٹھنڈے
دل سے غور کرنا چاہیئے۔ پھر انشاء اللہ یہ
مسئلہ بہت جلد حل ہو جائے گا۔

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ حق بحقدار
رسید پر عمل کیا جائے۔ نہر سوئز مصر کی
ملکیت ہے۔ اس لئے اس پر قبضہ اسی کا
ہونا چاہیئے۔ دوسرے ممالک اگر اس کو
استعمال کرنا چاہیں تو مالک کی اجازت اور
اس کی مرضی سے استعمال کریں۔ مصر کن
شرائط پر نہر سوئز کو استعمال کرنے کی اجازت
دینے کے لئے تیار ہے۔ یہ اس سے پوچھا
جا سکتا ہے۔ خدا کرے کہ مغربی طاقتیں اس
طریقہ سے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے
آمادہ ہو جائیں۔ اگر یہ نہ ہُوا تو نہر سوئز کا
مسئلہ تیسری عالمگیر جنگ کا سبب بن جائے گا۔
ہماری دلی خواہش ہے کہ جنگ کا خطرہ جو
اس وقت دُنیا کے سر پر منڈلا رہا ہے وُہ
ٹل جائے۔ اس کی ایک ہی صورت ہے
کہ اس مسئلہ کو مصر کی مرضی کے مطابق
جلد از جلد حل کر لیا جائے۔ ورنہ یہ سرد جنگ
کے لئے ایک زبردست معاد ثابت ہوگا۔

دو نئے عنوانات

اس اشاعت سے ہم دو نئے عنوانات
شروع کر رہے ہیں۔ ۱۔ احادیث الرسول
صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲۔ اللہ تعالےٰ کی نیک
بندیاں۔ عنوان نمبر اوّل کے تحت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلّم کے ارشادات اور ان کا
اُردو ترجمہ پیش کیا جائیگا۔ آپؐ کے یہ ارشادات
مشکوٰۃ شریف سے پیش کئے جائیں گے۔ اس
عنوان کی ابتدا آپؐ کے مناقب سے کی جا رہی
ہے۔ عنوان نمبر دوم۔ حضرت مولٰینا اشرف علی
تھانویؒ کی شہرہ آفاق تصنیف بہشتی زیور سے
لیا گیا ہے۔ اس عنوان کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان
کی مسلم خواتین کو مغرب کی تقلید سے ہٹا کر اللہ
کی ان نیک بندیوں کے نقش قدم پر چلنے
کی دعوت دی جائے۔ اس وقت ہمارے معاشرہ
میں جو خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ اس کا سب
سے بڑا سبب مسلم خواتین کی بے راہ روی ہے۔
موجودہ دور میں گھر کے اندر عورت انسانی جسم
میں دل و دماغ کا درجہ رکھتی ہے۔ اگر یہ
درست ہو جائے تو سارا گھر درست ہو جائیگا۔
خاوند کو یہ جدھر چاہے چلا سکتی ہے۔
اولاد کو جس ڈھنگ پر چاہے لگا سکتی ہے۔
اس لئے گھر کی چھوٹی سی سلطنت کا نظام
درست کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عورت
کی صحیح تربیت کا کوئی انتظام کیا جائے۔ ہمارے
ہاتھ میں اگر پاکستان کے نظام تعلیم کی باگ ڈور
ہوتی تو یہ کام جلد اور خوش اسلوبی سے ہو سکتا
تھا۔ اب ہمیں دوسرا اور لمبا راستہ اختیار کرنا
پڑ رہا ہے۔ خدا کرے کہ ہماری بہنیں اس
عنوان کو غور سے پڑھیں اور پہلے اپنے
آپ کو اور پھر اپنی اولاد اور خاوند کو درست
کرنے کی کوشش کریں۔ آمین یا الہ العٰلمین

مذہبی رہنما

اس ناپاک کتاب کے خلاف ہندو پاکستان
کے مسلمانوں نے غم و غصّہ کا اظہار ہر طرح سے
کیا۔ تحریروں۔ تقریروں۔ جلسوں اور جلوسوں
میں سب کچھ کہا اور کیا۔ بھارت کے بعض
منصف مزاج غیر مسلموں نے بھی اس کے
خلاف آواز بلند کی۔ مگر بھارتی حکومت پر
اس کا ذرّہ برابر اثر نہیں ہُوا۔ اس نے اس
کتاب کو اب تک ضبط کرنے کا اعلان نہیں کیا۔
کیوں؟ اس لئے کہ پاکستان بھارت کے
مقابلہ میں کمزور ہے۔ مسلمان ممالک آپس
میں متحد نہیں۔ بھارت کے وزیر اعظم سعودی عرب
کے چار روزہ دورہ پر جا رہے ہیں۔ وہاں مصر
کے صدر، شام کے وزیر اعظم اور باقی عرب
ممالک کے نمائندے بھی ہونگے۔ کیا ان کو معلوم
نہیں کہ بھارت میں ناموس رسول پر حملے
ہو رہے ہیں۔ اور وزیر اعظم خاموش ہیں۔
ایسے شخص کے ساتھ مسلمان بادشاہوں اور حکمرانوں
کا تعاون کیا معنی رکھتا ہے؟

پاکستان کی حکومت نے بھارتی حکومت سے
اس کتاب کی اشاعت کے خلاف ابتک احتجاج
نہیں کیا۔ کیا جمہوریہ اسلامیہ کے اعلان کے
بعد حکومت کی خاموشی یہ ظاہر نہیں کرتی کہ ان
کو ناموس رسولؐ سے کسی قسم کا تعلق نہیں؟ دینی
لحاظ سے یہ صورتِ حال نہایت خطرناک ہے اور
جلد از جلد اس کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

مسدس

اصلاح کالج

از حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

(۵)

بسلسلہ اشاعت ۲۱ ستمبر "خدام الدین" ۵۶ء

سر راہ ہے بدنگاہی کو دعوت　　جوانی کی جنسی نمائش کی جرأت
ہزار آنکھیں دیکھے ہوئے ہو جو عورت　　وہ خاوند پر کب کرے گی قناعت
گھروں کی تباہی ہے اب زور اس کا
عدالت میں دن رات ہے شور اس کا

نہ کیوں پھر عذابات یوں پے بہ پے ہوں　　یہ سیلاب بیماریاں زلزلے ہوں
وہ امراض ہوں جو نہ دیکھے سنے ہوں　　گرانی وہ ہو جس سے دل کانپتے ہوں
خدا کی زمیں پر خدا کے مخالف
مسلمان ہو کر خدا کے مخالف

کفایت شعاری تھی عورت کی عادت　　مگر زیب و زینت بھی ہے اس کی فطرت
ہے لٹو جو فیشن پر اس کی طبیعت　　کہ عمدہ سے عمدہ ہو سامانِ عشرت
لکھو کھا میں بھی آج ہے وہ پریشاں
نہیں چین گو ہوں ہزاروں ہی ساماں

دیئے ہیں یہ یورپ نے اسرار ہم کو　　کیا دین و دنیا سے بیکار ہم کو
کما کر بھی رہتے ہیں افکار ہم کو　　لگا روز و شب کا اک آزار ہم کو
تڑپتے ہی گزرے گی کل زندگانی
قیامت ہیں پھر اور آفت ہے آنی

پھر ان کے بگڑنے سے بگڑی ہے دنیا　　اثر کچھ نہ کچھ سب میں آیا ہے اس کا
کہ انسان مانوس انسان سے ہوگا　　بدی کا اثر پھر ہے جلدی سے پڑتا
زمانہ ہی سارا بگاڑا انہوں نے
جہاں بھر کو بالکل اجاڑا انہوں نے

ادھر تو ہے فیشن کے خرچوں کی بہتات　　ادھر دوڑ پیسوں کی کوشش ہیں دن رات
دلوں میں زبانوں پر اب ہے یہی بات　　ہوس وہ کہ دیدی ہے بنیوں کو بھی مات
نہ پیسوں میں قومی تباہی کی پروا
نہ کوئی عتابِ الٰہی کی پروا

سنیما نے بالکل ہی کایا پلٹ دی　　بساط حیا شرم و غیرت الٹ دی
بدی کی جو تھپکی انہیں ہر منٹ دی　　تو دنیا ہی پاکیزگی کی پلٹ دی
ہوئے مرد و زن جانور سے بھی بدتر
کہ جامہ سے انسانیت کے ہیں باہر

بہت لوگ یورپ کے ایجنٹ ہیں اب　　جو کافر نہ کرتے وہ کرتے ہیں یہ سب
بدلتے ہیں احکام اسلام کے جب　　بناتے ہیں مفہوم قرآن کے بیڈھب
وہ نظریے یورپ کے جو دلنشیں ہیں
کہینگے یہ روح کلام مبیں ہیں

شریفوں میں تھا جب شرافت کا جوہر　　نہ ہوتا تھا گانے بجانے کا دفتر
مگر ریڈیو نے دیئے ایسے چکر　　طوائف کے مجرے کرا ڈالے گھر گھر
یہ گھر ہیں کہ کوٹھے ہیں بازاریوں کے
یہ اعلان کیسے سیہ کاریوں کے

ہر اسلام کی بات پر نکتہ چینی　　کلامِ نبی میں خیال آفرینی
خرد کی پرستش ہے تحقیقِ دینی　　یہ کوتاہ عقلوں کی کوتاہ بینی
مسائل کی دن رات تضعیف بھی ہے
حدیث اور قرآں کی تحریف بھی ہے

غلط تھے جو نبیوں کے سود اور جوئے تھے　　مگر ہے ترقی جو یورپ سے آئے
فلش لاٹری ریس بیمے معمّے　　یہ کارِ حرام اس کے ہیں کچھ نمونے
جو دیں سود بنک اور دیں ڈاکخانے
لگے لوگ اس کو منافع بتانے

یہ دعوے کہ چودہ صدی کے مسلماں　　صحابہ، ائمہ، ولی، قطبِ دوراں
نہ سمجھے ہے اسلام کیا، کیا ہے ایماں　　جو سمجھی تو یورپ زدہ عقل حیراں
بنا کوئی مہدی تو کوئی نبی ہے
کوئی رہبرِ ملکی و مذہبی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴ صفر ۱۳۷۶ھ - ۲۱ ستمبر ۱۹۵۶ء

اپنے ایمان کے سوا بزرگوں سے نسبی نسبت کچھ کام نہیں آتی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولٰنا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادرانِ اسلام! قرآن مجید کی طرف دعوت دینے والے انسان کا یہ فرض ہے کہ قرآن مجید کی روشنی میں مخلوقِ خدا کے حالات کا مطالعہ کرے۔ جس معاملہ میں بھی ان کی غلط روش نظر آئے۔ اس پر انہیں متنبہ کرے۔ اور قرآن مجید ہی کی روشنی میں انہیں اپنی اصلاح کا راستہ بتلائے۔ اگر وہ مان جائینگے تو دُنیا اور آخرت میں نفع انہیں کا ہوگا۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ان پر اتمام حجت تو ہو ہی جائے گا۔ قیامت کے دن یہ تو نہیں کہہ سکیں گے۔ ربنا ما جاءنا من نذیر۔ اے اللہ تیرا کوئی بندہ ہمارے پاس ڈرانے کے لئے نہیں آیا تھا۔

ایک غلط عقیدہ

ہمارے ملک میں اکثر لوگوں میں ایک بہت بڑا عقیدہ رائج ہے کہ کسی مقبول بارگاہِ الٰہی کی اولاد خواہ وہ کیسی ہی جاہل کیوں نہ ہو۔ خواہ انہیں یہ بھی پتہ نہ ہو کہ ایمان کس چیز کا نام ہے۔ خواہ وہ عمل کے لحاظ سے اسلام کے احکام سے کتنے ہی دُور ہوں۔ جس طرح کسی شاعر نے کہا ہے۔ شعر

نہ صورت نہ سیرت نہ خال و نہ خط
محبوب نامش نہادند غلط

باوجود ان خامیوں اور کمزوریوں کے وہ صاحبزادہ صاحب ہیں۔ وہ اپنے ان الشریعۃ بزرگوں کے گدی نشین ہیں۔ لا (۱) وہ حضرات پانچ وقت کی نمازیں جماعت کے پابند تھے۔ اور صاحبزادہ صاحب ان میں سے شاید ہی کوئی ایک آدھ باجماعت پڑھتے ہوں۔ (۲) وہ خلق اللہ سے بے نیاز اور متوکل علی اللہ تھے اور یہ ایک ایک مرید کے دروازہ پر نذرانہ وصول کرنے کے لئے سفر کرتے رہتے ہیں (۳) اُن کی صورت صورت محمدیہؐ کے مشابہ مونچھیں کتری ہوئی۔ اور طویل و عریض داڑھی۔ اور اِن میں بعض کی داڑھی صفاچٹ اور بعض کی صورت کرزن فیشن یعنی داڑھی اور مونچھیں دونوں صفاچٹ اور پھر یہ حضرات صاحبزادہ صاحب اور قابلِ عزّت و احترام اور ان اولیاء کرام کے گدّی نشین ہیں (۴) وہ حضرات کامل ایمان والے اور صاحبزادوں میں سے کئی ایسے ہونگے۔ جنہیں یہ بھی پتہ نہیں۔ کہ ایمان کس چیز کا نام ہے۔ کیونکہ صاحبزادہ صاحب جاہل مطلق ہیں۔ اور تو اور ناظرہ قرآن مجید بھی نہیں پڑھے۔ اس کے علاوہ نہ اُردو زبان میں دین کی تعلیم پائی ہے۔ نہ کسی اور زبان میں۔ اور نہ کسی باخدا کی صحبت میں تربیت پائی ہے۔ برادرانِ اسلام۔ اسلام سیکھنے سے آتا ہے نہ کہ فقط کسی کے گھر میں پیدا ہو جانے سے۔ (۵) وہ حضرات ہر وقت ہر دم یادِ الٰہی سے اپنے آپ کو مطمئن اور مسرور رکھتے تھے اور صاحبزادہ صاحب طبلے کی تھاپ اور گویوں کے گانوں سے کانوں اور دل کو راحت پہنچاتے رہتے ہیں۔ مصرعہ

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

بایں ہمہ صاحبزادہ صاحب انہیں بزرگوں کے جانشین اور انہیں حضرات کے گدی نشین ہیں۔ اور وہ حضرات اپنی بزرگی اور اپنے کمال اور اپنی صلاحیت اور اپنی شرافت اور اپنی دیانت اور اپنی خدا ترسی اور اپنی خدا پرستی اور اپنے اُسوۂ حسنہ محمدی پر چلنے کے باعث جس قدر واجب الاحترام تھے۔ ان صاحبزادگان کو بھی ان کی طرف نسبی لحاظ سے منسوب ہونے کے باعث وہی عزّت دی جاتی ہے اور ان کا وہی احترام کیا جاتا ہے۔ اس احترام کے باعث یہ صاحبزادگان یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم میں بھی کوئی خوبی اور کوئی کمال تو ہے جس کی بنا پر ہمیں اس قدر عزّت دی جاتی ہے۔ متوسلین کی طرف سے یہ عزّت افزائی انہیں اور زیادہ مغرور کر دیتی ہے۔ اسی بناء پر وہ نہ اپنی کمزوریاں محسوس کرتے ہیں اور نہ ہی اصلاح کی کوشش کرتے ہیں۔ جب مقتداؤں کی یہ حالت ہے تو مقتدیوں کی اصلاح حال کس طرح ہو سکتی ہے۔

اپنے ایمان کے سوا بزرگوں سے نسبی نسبت کچھ کام نہیں آتی

پہلی شہادت

وَنَادٰی نُوْحُ ۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِیْ مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ○ قَالَ سَاٰوِیْۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ وَحَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِیْنَ ○

(سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا جبکہ وہ کنارے پر تھا اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں۔ جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں۔ مگر جس پر وہی رحم کرے۔ اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی۔ پھر وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا۔

نتیجہ

حالانکہ حضرت نوح علیہ السلام پیغمبر ہیں مگر چونکہ بیٹے میں ایمان نہیں تھا۔ اس لئے غرق ہو گیا۔

دوسری شہادت

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ○ (سورہ التحریم رکوع ۲ پارہ ۲۸)

ترجمہ۔ اللہ کافروں کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے۔ نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی۔ وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی (یعنی دین میں ان کی ہمنوا نہ تھیں) سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے۔ اور کہا جائیگا۔ دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔)

نتیجہ

باوجودیکہ یہ دونوں عورتیں پیغمبروں کی بیویاں تھیں۔ چونکہ ان کے اپنے اندر ایمان نہیں تھا اس لئے ان کے خاوند باوجود پیغمبر ہونے کے اللہ تعالےٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گے۔

تیسری شہادت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاهِیْمُ اَبَاهُ آزَرَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَعَلٰی وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَّغَبَرَةٌ فَیَقُوْلُ لَهٗ اِبْرَاهِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ لَهٗ اَبُوْهُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْكَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاهِیْمُ یَا رَبِّ اِنَّكَ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ لِاِبْرَاهِیْمَ مَا تَحْتَ رِجْلَیْكَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِیْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ۔ رواہ البخاری

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ابراہیمؑ اپنے باپ آزر کے ساتھ قیامت کے دن ملے گا۔ اس حال میں کہ آذر کا چہرہ رنج و غم سے سیاہ ہوگا۔ پھر اسے ابراہیمؑ کہیگا۔ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا۔ کہ میری نافرمانی نہ کر۔ پھر اس کا باپ اسے کہے گا۔ پس آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر ابراہیمؑ کہیگا۔ اے میرے رب بیشک تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ جس دن یہ اٹھائے جائیں گے اس دن تو مجھے خوار نہیں کرے گا۔ پھر اس سے بڑھ کر اور کیا خواری ہو سکتی ہے کہ میرا باپ ہلاک ہونے والا ہو۔ پھر اللہ فرمائیگا۔ بیشک میں نے بہشت کافروں پر حرام کیا ہوا ہے۔ پھر ابراہیمؑ سے کہا جائیگا تیرے دونوں پاؤں کے نیچے کیا ہے پھر دیکھے گا۔ پھر ناگہاں وہ خون میں لتھڑا ہوا بجو ہوگا۔

حاصل

مذکورالصدر تینوں شہادتوں کا حاصل یہ نکلا کہ اگر اپنے اندر ایمان نہ ہو۔ تو انبیاء علیہم السلام بھی اپنے رشتہ داروں (مثلاً باپ۔ بیٹا۔ بیوی) کو دوزخ کے عذاب سے بچا نہیں سکیں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فائدہ پہنچ بھی سکتا ہے

ہاں ایک صورت میں فائدہ پہنچ سکتا ہے کہ مقربین الٰہی کے رشتہ داروں کے دل میں ایمان کامل ہو اور دُنیا سے اتنی نیکیاں کر کے ساتھ لے جائیں کہ ان سے بہشت میں داخلہ کا ٹکٹ مل جائے۔ پھر بہشت میں داخل ہونے کے بعد ان کا مرتبہ بلند کر دیا جائیگا۔ تاکہ اپنے بزرگوں کے ساتھ ان کے مرتبہ میں رہ سکیں۔

ثبوت

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ كُلُّ امْرِیءٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ۝ سورہ الطور رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی۔ ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت میں) ملا دینگے۔ اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں (یعنی کاملوں کی اولاد اور متعلقین اگر ایمان پر قائم ہوں۔ اور ان ہی کاملوں کی راہ پر چلیں۔ جو خدمات ان کے بزرگوں نے انجام دی تھیں یہ بھی ان کی تکمیل میں ساعی ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان کو جنت میں ان ہی کے ساتھ ملحق کر دیگا۔ گو ان کے اعمال و احوال ان کے اعمال اور احوال سے کماً و کیفاً فروتر ہوں۔ تاہم ان بزرگوں کے اکرام اور عزت افزائی کے لئے ان تابعین کو ان متبوعین کے جوار میں رکھا جائیگا۔ اور ممکن ہے بعض کو بالکل ان ہی کے مقام اور درجہ پر پہنچا دیا جائے۔ جیسا کہ روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں یہ گمان نہ کیا جائے کہ ان کاملین کی بعض نیکیوں کا ثواب کاٹ کر ذریت کو دیدیا جائیگا۔ نہیں۔ یہ محض اللہ کا فضل و احسان ہوگا کہ قاصرین کو ذرا اُبھار کر اوپر کاملین کے مقام تک پہنچا دیا جائے۔

حدیث شریف کی تائید

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُرَیْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ كَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ یَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْئًا غَیْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا۔ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا جب وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ والی آیت نازل ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا پھر اکٹھے ہوگئے۔ پھر عام کو بھی بلایا۔ اور خاص کو بھی۔ پھر فرمایا۔ اے بنی کعب بن لوئی۔ اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے بنی مرہ بن کعب اپنی جانوں کو عذاب سے بچالو۔ اے بنی عبد شمس اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے بنی عبد مناف اپنی جانوں کو سے بچالو۔ اے بنی ہاشم اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے بنی عبدالمطلب اپنی جانوں کو آگ سے بچالو۔ اے فاطمہ اپنی جان کو آگ سے بچالے۔ بس میں تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ البتہ مجھ پر تمہاری رشتہ داری کا حق ہے۔ جس کو میں قرابت کی تری سے تر کرتا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے

بچنے اور بہشت میں داخل ہونے کی کوشش ... اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ ہو سکتا ہے کہ بہشت میں

مجلسِ ذکر

مرتبہ: چوھدری عبد الرحمن خاں صاحب

منعقدہ ۱۳ صفر ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۰ - ستمبر ۱۹۵۶ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے جو ارشادات گرامی فرمائے وہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کئے جا رہے ہیں

اللہ کے برگزیدہ بندے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امّا بعد۔ میں ہمیشہ یہ عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ یہ مجلس ان احباب کے لئے ہے جن کا بیعت کا تعلق اس گنہگار سے ہے - ان کا یہ تعلق تزکیۂ باطن کے لئے ہے - اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کے باطن کی صفائی ہو جائے اور اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہو جائے - ویسے کوئی آئے ہمیں کوئی اعتراض نہیں - ہم کوئی راز کی باتیں نہیں کرتے - اللہ کا نام لیتے ہیں۔

یہ قاعدہ ہے کہ جس قسم کا مخاطب ہو متکلم اسی قسم کی باتیں کرتا ہے - بچہ مخاطب ہو تو اس سے اور طرح کی باتیں کی جاتی ہیں - بیوی سے اور طرح کی - یہ پبلک جلسہ نہیں یہ اجتماع خاص ہے - جو اس مقصد کے لئے ۴۰-۴۰ میل سے آتے ہیں - ان کی خدمت میرے ذمہ فرض ہے - کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے - اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ - وہ شام کو آتے ہیں اور صبح چار بجے چلے جاتے ہیں - وہ اس لئے آتے ہیں کہ حلقۂ ذکر میں شریک ہوں اور جو کچھ میں کہوں اس کو لوح دل پر لکھ کر لے جائیں - اور عمل میں لائیں - جب وہ اتنی دُور سے آتے ہیں تو میرا بھی فرض ہے کہ میں اصلاح باطن کی طرف ان کو توجہ دلاؤں - ان پر کچھ اثر ہوتا ہے تو اتنی دُور سے آتے ہیں - جو سنتے ہیں اور لوح دل پر لکھ کر لے جاتے ہیں - آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح باطن بھی فرما دیتے ہیں - اس قسم کی باتیں میں درس یا جمعہ کے دن نہیں کہتا - میری آج کی تقریر کا عنوان ہے - خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ -

ترجمہ: اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ بندے وہ ہیں کہ جب ان کو دیکھا جائے تو خُدا یاد آئے -

یہ حضورؐ کا ارشاد ہے -

دُنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں ! وہ جن کو دُنیا محبوب ہے - ۲ - وہ جن کو آخرت محبوب ہے - اکثریت ان کی ہے جن کو دُنیا محبوب مطلوب اور مقصود ہے - اللہ تعالےٰ ان سے خود شاکی ہیں - ان کے متعلق فرماتے ہیں - کَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَۃَ -

(سورہ القیٰمۃ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ - یہ وہ ہیں جو دُنیا کو بڑا ہی محبوب سمجھتے ہیں اور آخرت کو نظرانداز کئے ہوئے ہیں - دُنیا بڑی پیاری ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ انسان کے پیٹ کو مٹی ہی بھرتی ہے - ہر ایک ترقی کا خواہاں ہے - اگر ملازم ہے اور ۳۵ روپے ماہوار پر نوکر ہوا تھا تو اب ۱۵۰ روپے لے رہا ہے - مگر اور کی خواہش باقی ہے - تاجر پیشہ چاہتا ہے کہ دس لاکھ روپیہ چھوڑ کر مروں -

اور شکایت سُنئے - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ - ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ - (سورہ آل عمران رکوع ۲ پ ۳)

ترجمہ: لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی - یہ دُنیا کی زندگی کا فائدہ ہے اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے بیوی کا ذکر فرمایا - انسان کو بیوی بڑی پیاری ہوتی ہے - بیوی آئی تو ماں بھول گئی - میں کہا کرتا ہوں - کہ ماں ایک ہی ہے - ماں بہن اور باقی محرمات کے سوا سارے جہان کی عورتیں بیویاں ہوسکتی ہیں - اگر اللہ تعالےٰ نے دولت دی ہے تو ایک دن میں پچاس بیویاں کر سکتے ہو - ایک کو طلاق دی اور دوسری سے نکاح کر لیا - انگریز تمہیں غلط راستے پر ڈال گیا ہے - ابھی چند دن ہوئے ایک عورت میرے پاس آئی - میں نے کہا کہ میں نے جمعہ کا دن عورتوں کے لئے رکھا ہے - آج میں نہیں مل سکتا - جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ قصور سے آئی ہے تو میں نے اس کو بلا لیا - اس نے مجھے بتلایا کہ میرا خاوند آوارہ مزاج ہے میرے چار بیٹے ہیں - میں نے ان کو سینا پرونا کر کے پڑھایا - سب کی شادیاں کیں - اب چاروں ہی مجھے کچھ نہیں دیتے - اور کہتے ہیں - کہ بھیک مانگ کر کھاؤ -

ایک اور عورت کا واقعہ ہے جو ڈیڑھ ماہ ہوا میرے پاس آئی - اس کے پانچ بیٹے ہیں - پانچوں ہی اچھی تنخواہیں لیتے ہیں - بڑا لڑکا ہزار روپیہ تنخواہ پر ملازم تھا - اب وہ بدبخت سات آٹھ ماہ ہوئے مر گیا ہے - ماں جب ان سے مانگتی تو کہتے کہ ہمارے پاس کچھ نہیں - ہماری بیویاں دیتی ہیں تو لے لو -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ

ترجمہ یہی دونوں (ماں اور باپ) تیرا بہشت اور یہی دونوں تیرا دوزخ ہیں -

اسلام کی تو یہ تعلیم ہے کہ ماں باپ کی دُعائیں لے کر گئے تو جنت ملے گی - اگر بد دعائیں لیں تو دوزخ میں ڈال دیئے جاؤ گے - انگریز تمہیں یہ بتا گیا ہے - کہ مائیں روٹی پھرتی ہیں اور بیویاں بڑی پیاری ہیں - اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس دلدل سے نکالے - آمین یا الٰہ العالمین یہ یاد رکھو کہ دس کروڑ بیویاں ایک ماں کے جوتے کے برابر بھی نہیں ہوسکتیں - شریعت میں ایک وقت میں چار سے زائد بیویاں رکھنے کی اجازت نہیں ہے - یکے بعد دیگرے جتنی چاہو کر سکتے ہو - بیوی نے اگر جہیز سے تمہارا گھر بھر دیا ہے اور خود بھی وہ حسن و جمال

میں اپنی نظیر آپ ہے - اس کے مقابلہ میں اگر ماں کانی اور کوجھی ہے تو بیوی اس کے برابر نہیں ہو سکتی - انگریز یہ چاہتا تھا کہ یہ نام کا مسلمان رہے کام کا نہ رہے - اس میں وہ کامیاب ہو کر گیا ہے -

بیوی آئے گی تو بچے جنے گی - اس لئے بیوی کے بعد اللہ تعالےٰ نے بیٹوں کا ذکر فرمایا - ماں نے پہلے ہی بیٹے کی کنگھی پٹی کر کے نیکر پہنا رکھی تھی - بابو صاحب دفتر سے آئے - بیٹا ابّا ابّا کر کے لپٹ گیا - بابو صاحب نے چائے پی اور بیٹے کو انگلی لگا کر باغ میں سیر کرانے کے لئے لے گئے - ظہر کی نماز دفتر میں گئی - عصر اور مغرب کی نماز بچے کے سیر کرانے میں گئی - بیوی بچوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے دولت چاہئے - اس لئے اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے توبر تو خزانوں کا ذکر فرمایا - روپیہ بڑا پیارا ہے - مگر حالت یہ ہے کہ سولہ سو روپیہ تنخواہ والوں کو بھی یہی کہتے سُنا ہے کہ ضروریاتِ زندگی پوری ہی نہیں ہوتی - اس زمانہ میں سواری کے لئے موٹریں نہ تھیں - گھوڑے کی سواری ہی بہترین سواری سمجھی جاتی تھی اس لئے اس کے بعد والخیل المسومۃ - فرمایا - پھر دودھ پینے کے لئے گائے اور بھینس چاہئے - ان کا بھی ذکر فرمایا - والانعام - گھوڑے اور گائے بھینس کے لئے چارہ چاہئے اس لئے کھیتی کا بھی ذکر فرما دیا انسان کی تمام محبوب چیزیں گننے کے بعد فرماتے ہیں ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا - یہ سب اس دُنیا کا ساز و سامان ہیں - مرنے کے بعد ان میں سے کوئی چیز کام نہ آئے گی - قبر میں جائینگے تو پتہ چلے گا کہ بیوی - بیٹے - کوٹھی وغیرہ سب غدار نکلے - کوئی بھی ساتھ نہیں آیا - اگر تم نے رشوت لے کر کوٹھیاں بنا لیں اور اس آبادی کا نام گلبرگ رکھ لیا تو کیا ہوا - لوگ تو اس کو رشوت پورہ کہتے ہیں - تمہارے ظلم سے زمین کا ذرّہ ذرّہ الامان الامان پکار رہا ہے - مخلوق خدا تمہارے ظلم سے تنگ آکر پکار اُٹھی ہے کہ ان سے تو انگریز ہی اچھے تھے - کیا انگریز کے راج میں رشوت اتنی عام تھی جتنی اب ہے - اب تو دفتر میں افسر کے سامنے کہتے ہیں کہ اتنے روپے دوگے تو کام ہوگا - ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

تم نے انگریز کی خوبی ایک نہیں لی - بُرائیاں سب لے لیں - انگریز میں تین چیزیں تھیں :-

۱- وہ وقت کا پابند تھا - اب ہمارے افسر وقت پر نہیں آتے تو ماتحت کیوں آئیں - افسر بمنزلہ دماغ ہوتا ہے - اگر دماغ ہی خراب ہو جائے تو سارا جسم بیکار ہو جاتا ہے -

۲- وہ اپنے قانون کا خود احترام کرتا تھا - اب تو نہ افسر اور نہ ماتحت قانون کا احترام کرتے ہیں -

۳- وہ اپنی قوم کا ہمدرد تھا - وہ اگرچہ خدا پرست نہ تھا قوم پرست تو تھا - ہمارے حاکم نہ قوم پرست ہیں اور نہ خدا پرست - الّا ماشاء اللہ - انہوں نے ان میں سے ایک بھی چیز نہیں لی - انہوں نے انگریز سے کیا لیا؟ ڈانس کھیلنا شراب پینا - جُوا کھیلنا - زنا کھونا اور سنیما دیکھنا - اکبر الہ آبادی خوب کہہ گئے ہیں ع

خبر دیتی ہے تحریک ہوا تبدیل موسم کی
نہ خاتونوں میں رہ جائیگی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہونگے

غرضیکہ تم بُرائیوں میں انگریز سے آگے بڑھ گئے ہو - کیا اس کے زمانہ میں بھی لاہور میں ٹبّی کے علاوہ فحاشی کے پانچ ہزار اڈّے تھے - تم کو نہ دین آتا ہے اور نہ تم نے انگریز سے سیاست ہی سیکھی - یاد ہوگا کہ میں نے اعلان کیا تھا کہ ایک ہفتہ اختیارات مجھے دیدو - عہدے تمہارے - تنخواہیں تم کھاؤ - الاؤنس تم لو - صرف اختیارات اور کار سرکار کے لئے موٹر دیدو - پھر دیکھو ایک دن میں نظام درست کر کے دکھاتا ہوں یا نہیں - میں پہلے ہی دن اعلان کردونگا کہ اگر ٹبّی میں کوئی بدمعاش ہے تو ایک گھنٹہ کے اندر اندر نکل جائے - اس کے بعد پولیس کو کہونگا کہ وہاں پکٹنگ لگا دو - اس کے بعد جو بدمعاش بھی وہاں آئے گا اگر شادی شدہ ہے تو وہیں سب کے سامنے اس کو رجم کر دینگے - اگر غیر شادی شدہ ہے تو سَو دُرّے لگائیں گے - پھر دیکھیں گے کہ دوسرے دن کتنے عاشق آتے ہیں -

کہتے ہیں یہ وحشیانہ سزا ہے - تم خدا سے بہت عقلمند ہو؟ تم اگر شاہ لندن کے باغیوں کو سنٹرل جیل لاہور میں بیسیوں کو پھانسی دیدو تو منصف مزاج - اور اگر ہم احکم الحاکمین کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں میں سے ایک کو رجم کر دیں - تو وحشی ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

پاکستان کے دشمنو! نہ کھیلتے ہو اور نہ کھیلنے دیتے ہو اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس دلدل سے نکالے - آمین یا الٰہ العالمین

اس کی تدبیر یہ ہے کہ شیخ کامل سے تعلق ہو - اگر شیخ کامل ہے اور طالب صادق ہے تو شیخ اس دلدل سے نکال لے جاتا ہے - میں اب بیعت کے وقت یہ تلقین کیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کو حاضر ناظر سمجھو دماغ سے اس کے سوا سب کو نکال دو - نہ زمین رہے نہ آسمان رہے - نہ انسان رہے نہ شیطان رہے - اور دل پر اَللّٰهُ هُوْ کی ضربیں لگاؤ - جب دماغ میں بھی اللہ کے سوا کوئی نہ ہوگا - زبان سے بھی اللہ ھو کہینگے اور دل پر بھی اسی کے نام کا اثر ہوگا تو پھر اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہو جائیگا یا نہیں؟

اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - اِنَّ فِي الْجَسَدِ لَمُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ

(ترجمہ: بے شک (انسان کے) جسم کے اندر البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے - اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے - خبردار اور وہ دل ہے)

دل ہے بادشاہ - دماغ ہے وزیر اور باقی اعضاء اس کی فوج ہیں - دل حکم دیتا ہے - دماغ کرنے یا نہ کرنے کا مشورہ دیتا ہے اور باقی حکم کی تعمیل کرتے ہیں - اسی لئے اللہ والے ہر وقت اللہ ہو کرنے کی مشق کراتے ہیں - اس سے دل ذاکر ہو جاتا ہے - حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ مجھ سے فرمایا کہ بیٹا پاخانہ میں بھی جاؤ تو دل ذکرِ الٰہی سے غافل نہ ہو - اللہ کے نام میں اتنی دہشت ہے کہ شیطان پاس نہیں ٹھہر سکتا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ جب مؤذّن اذان دیتا ہے تو شیطان اتنی دُور بھاگ جاتا ہے - جہاں اذان کی آواز سُنائی نہیں دیتی -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں یہ چیزیں وہباً حاصل ہوتی تھیں - اب ان کو کسباً حاصل کرنا پڑتا ہے - صحابہ کرام کو صرف نحو پڑھنے کی ضرورت نہ تھی لیکن اب ہر ایک کو دونوں علم پڑھنے پڑتے ہیں ان کے بغیر کتاب و سُنّت کی صحیح سمجھ آ ہی نہیں سکتی - صحابہ کرام حضورؐ کی صحبت میں پہنچے اور ان کے ہر ذرۂ وجود اور ہر قطرۂ خون میں اللہ کی یاد پیوست ہو گئی - حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ایک مخلص صحابی ہیں - ایک

وہ یہ کہتے ہُوئے جا رہے تھے۔ نَافَقَ حَنْظَلَةَ نَافَقَ حَنْظَلَةَ (حنظلہ منافق ہوگیا۔ حنظلہ منافق ہوگیا) آگے سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ملے۔ انہوں نے دریافت فرمایا کہ کیا ہُوا؟ حنظلہؓ نے کہا کہ مَیں جب حضورؐ کے پاس بیٹھا ہوتا ہوں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جنّت اور دوزخ سامنے ہیں۔ لیکن جب آپ سے دُور ہٹ جاتا ہوں تو وہ رنگ نہیں رہتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اندر ایمان نہیں ہے۔ صدیقِ اکبرؓ نے فرمایا۔ کہ میری بھی یہی حالت ہے۔ دونوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر سارا واقعہ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ٹھیک ہے۔ میرے ہاں جو حالت تمہاری ہوتی ہے وہ بعد میں قائم نہیں رہ سکتی۔

یہ باتیں نہ کالجوں میں اور نہ دفتروں میں سُنائی جاتی ہیں۔ یہ تو اللہ کے دروازے پر آنے ہی سے کانوں میں پڑتی ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ مَیں ہمیشہ کہا کرتا ہوں۔ کہ اولیاء اللہ کے جوتوں کے تلے کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔ ان میں سے ایک موتی یہ ہے کہ ماسوا اللہ دل سے نکل جاتا ہے۔

سب طمع کے یار ہیں۔ بیوی طمع کی یار ہے۔ میاں طمع کا یار ہے۔ مَیں عورتوں سے کہا کرتا ہوں کہ خاوند اس بیوی سے خوش ہوتا ہے جو بچّے بھی جن کر دے۔ دھوبن کا کام بھی کرے۔ بھنگن اور باورچن بھی ہو۔ اگر بیوی سے اولاد پیدا نہ ہو تو مرد کہدیتے ہیں کہ نچّر باندھ رکھی ہے۔ یہی حال بیوی کا ہے۔ مرد کما کر لائے اس کی جھولی میں ڈال دے تو بڑی خوش۔ اگر مرد کہدے کہ تمہارے پاس گھر کے خرچ کے لئے کافی پیسے ہیں۔ اس مہینہ میں ساری تنخواہ اللہ کے راستے میں خرچ کروں گا تو پھر بیوی روٹھ جائے گی۔

آسمان پر ایک اللہ تعالےٰ بے طمع کا یار ہے۔ ہم نے اس کو کچھ نہیں دیا وہ ہمیں بے شمار نعمتیں مفت دیتا ہے۔ یا پھر زمین پر بے طمع کے یار سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جبتک ایک بھی کلمہ گو جہنم میں ہوگا اپنے مقام محمود پر چین سے تشریف فرما نہ ہونگے۔ ان کے بعد پھر اللہ والے بے طمع کے یار ہوتے ہیں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہر کلمہ گو ایسا بن جائے کہ اس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ عام شارحین حدیث یہی کہتے ہیں کہ ان کے حال اور چال کو دیکھا جائے تو خدا یاد آئے۔ مَیں ذرا اس سے آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ لوگ ہمیں دیکھ کر یہ کہیں کہ فلاں شخص خُدا واسطے پڑھاتا ہے۔ لیتا کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ اُن کے بیوی بچّے بھی ہیں۔

دین محمدی کے حامل اور ناشر اب بھی موجود ہیں۔ من جد وجد۔ کوشش کرنے والوں کو مل ہی جاتے ہیں۔ شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو رنگ چڑھ جاتا ہے طالب صادق کے لئے ضروری ہے۔ کہ عقیدت ادب اور اطاعت میں فرق نہ آئے۔ طالب کی ریاضت ایسی ہے جیسے زمین پودے کی جڑوں کو اپنی چھاتی سے لگاکر رکھتی ہے اور شیخ کی توجہ ایسی ہے جیسے مالی پودوں کو پانی دیتا ہے۔ طالب کی ریاضت اور شیخ کی توجہ ہو تو یہ پودا اُگ کر بار آور ہوتا ہے۔ مَیں دعوے سے کہتا ہوں کہ اگر دس ہزار طالب ہوں بشرطیکہ سب کچھ تربیت یافتہ ہوں۔ سب ایک جگہ بیٹھے ہوں۔ درمیان میں شیخ کامل بیٹھا ہو۔ وہ ایک دفعہ ہو کہے گا تو ہر ایک دل پر اس کا اثر ہوگا۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپکو اس درجہ پر پہنچائے۔ کہ اگر لوگ ہمیں دیکھیں تو ان کو خدا یاد آجائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

جس طرح دُنیا میں بڑھنے کا شوق ہے۔ اللہ تعالےٰ ادھر بڑھنے کا بھی شوق عنایت فرمائے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ شیخ کامل اور طالب صادق ہو۔ مولوی ابو محمد احمد صاحبؒ میرے خسر تھے۔ وہ حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد بھی تھے اور مرید بھی۔ ان سے کچھ اللہ اللہ سیکھا تھا لیکن بعد میں چھوڑ دیا تھا۔ مولینا عبیداللہ سندھیؒ نے ایک دفعہ مولینا ابو محمد احمدؒ کو دین پور بُلایا۔ ان کا بیان ہے کہ رات کا وقت تھا۔ مَیں جب نہر کے پاس پہنچا جو دین پور شریف سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ تو سب لطائف کُھل گئے۔ اپنے اندر باطن کی استعداد ہو تو کامل کی موجودگی سے فائدہ ہوتا ہے۔ جیسے انسان کی آنکھوں میں نورِ بینائی ہو تو سُورج کی روشنی اس کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے۔ مگر جو خود ہی اندھا ہے اس کے لئے سُورج کی روشنی بے معنی ہے۔ اسی طرح حضرت تھانویؒ اور مولینا حافظ احمد صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند بھی ایک دفعہ مولینا سندھیؒ کے ہمراہ دین پور تشریف لے گئے تھے۔ حضرت تھانویؒ جب اسٹیشن خانپور پر اُترے جو دین پور شریف سے تقریباً پونے دو میل ہے تو ادھر ادھر دیکھیں۔ خوشبو آئے مگر کچھ نظر نہ آئے۔ حضرت دین پوریؒ سڑک پر ان کے استقبال کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ حضرت تھانویؒ گھوڑے پر سوار تھے۔ حضرت دین پوریؒ کو دیکھ کر فرمایا ارے عبیداللہ! تم نے تو مجھے مار ڈالا پہلے کیوں نہ بتلایا تاکہ مَیں پیدل چلتا۔

باطن کی بینائی ہو تو پتہ چلتا ہے۔ کہ کوٹھی میں جو اینٹیں لگی ہیں وہ حلال کی ہیں یا حرام کی۔ بہت ساری چیزیں بظاہر حلال اور اندر میں حرام ہوتی ہیں۔ لاہور کا گوشت اور دودھ اکثر حرام کا ہوتا ہے۔ بعض قصائی ایک دوسرے کے جانور چُرا لیتے ہیں۔ اس لئے ان کا گوشت حقیقت میں حلال نہیں ہوتا۔ گوجروں کے ہاں گائے اور بھینس کے بچّے بلک بلک کر مرجاتے ہیں۔ اس طرح بچّوں پر ظلم کرکے حاصل شدہ دُودھ حقیقت میں حلال نہیں ہوتا۔ لاہور میں بعض اوقات نمک بھی حرام کا ہوتا ہے۔ بعض آوارہ مزاج بچّے بیل گاڑیوں سے نمک کے ڈلے اُٹھا کر سستے داموں دوکاندار کے ہاں بیچ جاتے ہیں۔ یہ نمک حرام ہے۔ کیا ہمارے حکام اور وزراء کو حلال حرام کی تمیز ہے۔ اگر ہوتی تو پارٹیاں کیوں کھاتے؟ سکھانے والا بھی کامل ہو اور سیکھنے والا بھی طالب صادق ہو تو اللہ کے نام سے حلال حرام کی تمیز پیدا ہوجاتی ہے۔ آپ حرام بھی نہ چھوڑیں اور پھر یہ چاہیں کہ ادھر کا رنگ بھی چڑھ جائے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

ہم خدا خواہی و ہم دُنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

حرام کھانے سے اوّل تو عبادت کی توفیق سلب ہوجاتی ہے۔ اگر عبادت کریگا بھی تو قبول نہ ہوگی۔ کچھ دن ہُوئے ایک عورت میرے پاس آئی۔ مَیں نے اس کو سریع التاثیر وظیفہ پڑھنے کے لئے بتلایا۔ لیکن لاہور کا دُودھ۔ گوشت اور گھی چھُڑوا دیا۔ اس نے چار دن ہی پڑھا تھا کہ کام حسب منشاء ہوگیا۔ آپ حرام کھاتے ہیں اس لئے حلال حرام کی تمیز نہیں ہوتی۔ انسان یا خود باطن کے لحاظ سے بینا ہو یا بینا کے ہاتھ میں لاٹھی دیدے۔ جو کھائے اس سے پوچھ کر کھائے۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو خیار عباد اللہ الّذین اذا رأوا ذکر اللہ کی لائن پر چلائے۔ آمین یا الہ العٰلمین

یہ ابدالآباد تک کام آنے والی چیز ہے۔

اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے اعلان سے ایک دن پہلے

ابلیس کی مجلسِ شوریٰ

قسط دوم

از ماسٹر لال دین صاحب آخگر شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ

تعارف:- آج کی رات بھی اس مردود آدمی کے لئے قیامت سے کم نہ تھی- گزشتہ شب کے خواب نے اس کے دل و دماغ میں ایک بے پناہ ہیجان پیدا کر رکھا تھا- بعض دفعہ اس کو یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ خواب سچا ہو کر رہے گا- وہ سوچتا تھا کہ اگر پاکستان کا خطہ اس طرح اغیار کے ہاتھوں میں چلا گیا اور کتاب و سنّت کا آئین اس میں نافذ ہو گیا تو اس کی برسوں کی محنت رائیگاں جائے گی- مگر ساتھ ہی اس ملعون کے دل میں حوصلہ تھا کہ اُس کے چیلے چانٹے اُس کی تجویزوں کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے- لہٰذا وہ نہایت بے چینی سے صبح کا انتظار کر رہا تھا- اُس نے سوچا کہ اُس کو اپنے تئیں انتہا درجے کا پریشان حال اور منحنی کرنا چاہیئے- تاکہ اُس کے مشیران کسی طرح کا تساہل نہ برتیں- اس لئے وہ دیر تک اپنے بستر پر ہی پڑا رہا- اتنے میں طاغوتی افواج کے پہرے کے پہرے نہایت تنظیم سے اور شاہی آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے شیطان لعین کی عدالتِ فریب آثار کے سامنے اپنی اپنی مقررہ نشستوں میں آکر فروکش ہوگئے- ساڑھے چھ بجے تک تمام برّ اعظموں کے شیاطین اپنے مخصوص فوجی نشانوں کے ساتھ آموجود ہوئے- عین سات بجے مشیرانِ مزاج شناس نے باریابی کی اجازت طلب کی- جو فوراً مل گئی- اور اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی- جو حسب ذیل ہے- اس موقعہ پر ہمارے رپورٹر نے بھی نہایت ہوشیاری سے اپنا قلم سنبھالا-

صدر جلسہ:- "شیطان رجیم"

"میرے وفادار عقیدت کیشو! میری پریشاں حالی کی اطلاع آپ لوگوں کو بڑی حد تک پہنچ ہی چکی ہے- کل کی مجلس میں میں نے اپنا خواب بیان کر ہی دیا ہے- مجھے اندیشہ ہے- کہ اگر اُس خواب کا عشرِ عشیر بھی پورا ہو گیا- تو یہ وسیع و عریض سلطنت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کے ہاتھوں سے چھن جائے گی- اور آپ کے آبا و اجداد کی صدیوں کی کوششوں کا حاصل دم زدن میں خاک میں مل جائیگا- لہٰذا میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنی بقا کے لئے اپنی ہمتوں کو صرف کر دیں- آگے جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا-

جنرل انچارج

میرے عزیز ساتھیو! ہمارے جہاں پناہ نے آپ کے سامنے جو حالات رکھے ہیں اُن کے پیشِ نظر ہمارا فرض ہے کہ ہم علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے شعبوں میں کنٹرول کریں- اور اُس خواب کا ایک ایک حرف غلط ثابت کرنے میں اپنا تن من دھن لڑا دیں- مجھے آپ سے پوری توقع ہے کہ آپ اپنی سابقہ روایات کو قائم رکھیں گے- اور اس آفتِ موہومہ کے مقابلے میں سینہ سپر ہو کر رہیں گے- سب سے پہلے میں اسمبلیوں کے انچارج صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اپنے عزائم کا اظہار فرمائیں-

اسمبلیوں کا انچارج

ہمارے خداوند نعمت کو میرے ماضی کے تمام کارنامے یاد ہیں- میں نے ان کے ارشادات گرامی کو ہمیشہ سر آنکھوں پر جگہ دی ہے- مگر میں حاضرین کی آگاہی کے لئے کچھ ماضی کے واقعات اشارۃً عرض کر کے اور کچھ اپنے آئندہ پروگرام کے اظہار کے بعد بیٹھ جاؤنگا-

میرے محترم آقا کو اس حقیقت کا اعتراف ضرور ہوگا- کہ جب سے پروردگار عالم نے اُن کو اپنی رحمت سے نا امید کر کے رجیم و مغضوب کیا ہے- اُس وقت سے لے کر آج تک میں نے اُن کے ارشادات کی تکمیل میں اپنی جان تک لڑا دی ہے- بڑے بڑے پاکیزہ گھرانوں کو اس طرح ٹکرایا ہے- اور اُن کی داستانوں کو یوں خونچکاں کیا ہے کہ دنیا والوں نے اُن کے حالات سے درسِ عبرت حاصل کیا ہے مگر یاد رہے کہ میں نے ہر زمانے میں ایسے ایسے ہمرنگِ زمین جال پھیلائے ہیں کہ بڑے سے بڑے زیرک اور ہوش و خرد کے دعویدار میرے دامِ تزویر میں پھنستے رہے ہیں- اور ذلت کی موت مرتے رہے ہیں-

ہمارے آقا نے آدم و حوّا کو جنّت سے نکالنے میں تن تنہا ہی کام کیا ہے- مگر اس کے بعد آج تک جو کچھ اس شعبہ میں ہوا اُن کی تجویز اور میری قوتِ عمل سے وقوع پذیر ہوا- آدمؑ کی اولاد کا اس عالم ہاؤ ہو میں ابھی پہلا ہی دن تھا- جبکہ مجھے حکم ہوا کہ میں ہابیل اور قابیل کے درمیان میں پھوٹ ڈال دوں- بلکہ قابیل کے ہاتھوں ہابیل کا سر قلم کرا دوں- اگرچہ یہ کام مجھ جیسے نو آموز کے لئے از بسکہ مشکل تھا- مگر میں نے جب قریب ہو کر دیکھا تو قابیل کے دل میں حسد اور جاہ طلبی کے جراثیم پائے- میں نے رات دن اُن کو پرورش دینا شروع کر دی- حتّٰے کہ وہ دن بھی آپہنچا- جب قابیل نے ہابیل کی کرسی پر قبضہ کرنے کے لئے اُس کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کر ڈالا- بعد ازاں اولادِ آدم پھولتی پھلتی رہی- اللہ تعالےٰ نے اُن کی ہدایت کے لئے انبیاء کو بھیجا- ان لوگوں کی آمد ہمارے حق میں بڑی منحوس ثابت ہوتی تھی- یہ لوگ خدا کے حکم کی بجا آوری میں ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے- مگر ہم نے بھی اولادِ آدمؑ کو اُن کا دشمن بنا کر چھوڑا- وہ خدا پرستی کی تعلیم دیتے تو لوگ اُن پر پتھراؤ کرتے اور بعض دفعہ اپنی بستیوں سے نکالنے کی دھمکیاں دیتے- چونکہ ابتدا سے میرا منصب اُن لوگوں کو گمراہ کرنا ہے- جن کے دماغ میں زر طلبی اور جاہ طلبی کی ہوس موجود ہو- جو اپنے بالمقابل غیر کا اقتدار پسند نہ کرتے ہوں- جو رات دن اپنے حریفوں کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مشغول ہوں- جو ہر الیکشن میں فریب دہی، جھوٹے وعدوں، خودستائی اور فخر و مباہات کو فتح و کامرانی کا ذریعہ بنائیں- لہٰذا نوحؑ اور قومِ نوح کے درمیان جب الیکشن لڑا گیا- تو میں نے باپ اور بیٹے کو ایک دوسرے کا حریف بنا دیا- جب ووٹ دینے کا وقت آیا- تو کنعان یعنی پورِ نوح نے اپنے پیغمبر باپ کے خلاف ووٹ گزرانا اور اس پر طرّہ یہ کہ کنعان کی والدہ بیٹے کی اس گستاخی پر دل و جان سے خوش تھی- جب موسیٰ کلیم اللہ کا وقت آیا تو فرعون کی پشت پناہی میں میں نے اپنی ساری طاقت صرف کر دی- اس الیکشن

میں قارون ہامان اور فرعون نے میری سوجھائی ہوئی تجاویز پر عمل کرتے ہوئے ہمارے آقا ابلیس اکبر کی وفاداری کا پورا ثبوت دیا۔ جہاں تک کہ رودِ نیل کی طوفانی لہروں کی ہم آغوشی میں بھی میں نے فرعون کے ذہن سے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا غبار بڑی حد تک نہ نکلنے دیا۔ اسی طرح عیسےٰ ابن مریمؑ کی بھی ہم نے خوب خبر لی۔ اور بعد میں محمد عربی کی باری آئی۔ اس موقع پر بھی ہم نے خود ان کی قوم میں ابو جہل جیسے فخر باطل پیدا کر دیے۔ جو واصل جہنم ہونے تک اپنی عظمت ہی کے خواب دیکھتے رہے۔ بعد ازاں خلیفہ اول اور دوم کی صداقت پسندیوں نے ہمیں تقریباً چودہ پندرہ سال تک مدہوش و مرعوب رکھا۔ مگر ہم نے خلیفہ سوم اور اس کے بعد کے زمانوں میں اپنے حملوں کو تیز تر کر دیا۔ چونکہ اولاد آدمؑ میں ہمارے آقاء نعمت کا سب سے بڑا دشمن محمدؐ عربی اور اس کے جاں نثاروں کا گروہ تھا۔ لہٰذا ہم نے ان سے بھی خوب بدلہ لیا۔ یزید کے دل میں حکمرانی کی ہوس اس قدر بھر دی۔ کہ اس نے نہ صرف لوگوں سے بزورِ شمشیر ووٹ ہی حاصل کئے بلکہ خاندانِ محمدؐ کے تمام افراد کو میدانِ کربلا میں کئی دن بھوکے پیاسے رکھ کر ذبح کروا ڈالا۔ الیکشنوں میں گہما گہمی پیدا کرنا۔ مختلف پارٹیوں میں کورانہ تعصّب۔ آتش عناد اور افراد میں منافرتِ باہمی کو عام کرنا میرا مقدس فریضہ رہا ہے۔ غرضیکہ انسانی بستیوں میں فرقہ دارانہ فساد پیدا کرنا اور ہر زمانہ میں اقتدار کی جنگ کے لئے لوگوں کو تیار کرنا۔ میرے منصب سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔

آمدم برسر مدعا۔ جب پاکستان کا وجود ایک محمد علی جناح کی کوششوں سے عالم ظہور میں آیا۔ تو اس موقع پر میں نے اپنی جمعیت کے ساتھ جس طرح نسلِ آدمؑ کے دلوں میں آتش حسد کو بھڑکایا۔ اس کی مثال تمام انسانی تاریخ میں ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتی۔ اور اسی طرح ہم نے قراردادِ مقاصد کو کتاب و سنت کی روشنی میں مرتب ہونے اور پاس ہوتے دیکھ کر اپنے اُستادِ کل کے چیلنج کو پورا کرنے کے لئے کمریں کس لیں۔ جبکہ انہوں نے پروردگار عالم کے سامنے کہا تھا۔

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَھُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ (پارہ ۱۴ سورہ حجر رکوع ۳)

(ترجمہ - بولا اے میرے رب جیسا تونے مجھ کو راہ سے کھو دیا - میں بھی ان سب کو بہاریں دکھاؤں گا زمین میں - اور راہ سے گمراہ کر دونگا ان سب کو)

لہٰذا ہم نے حکومت پاکستان کے ارباب حل و عقد (وزراء پاکستان) کو اس قدر دوسرے کاموں میں الجھائے رکھا کہ ان کو اب تک کتاب و سنّت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی فرصت نہیں دی۔ مُلّا لوگوں نے اس موقع پر بے معنی شور و غل مچانے کی کوشش کی۔ مگر ہمارے معتمد آزمودہ کار مشیروں نے ان کے مطالبے کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ لہٰذا مسٹر جناح کے وقت کی قرارداد مقاصد ابھی تک طاقِ نسیاں پر ہی دھری پڑی ہے - اور آئندہ بھی تمام حاضرین کی موجودگی میں اپنے مکرم المقام صدر جلسہ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر کبھی کوئی ایسی مہم درپیش ہوئی۔ جیسا کہ صاحب صدر کے خواب سے مترشح اور متوہم ہے۔ تو میں اپنے جانبازوں (شیاطین من الجنِّ وَالْاِنس) کی مدد سے دستورِ اسلامی کے اعلان کے باوجود بھی پاکستانی وزراء کو اس طرف منعطف نہیں ہونے دوں گا آپ دیکھیں گے کہ ان لوگوں کے درمیان ذاتی اغراض کی بناء پر وحوش و بہائم کی طرح جنگ جاری رہیگی۔ بات بات پر ان میں جوتی پیزار کرائی جائیگی۔ آپ اخبارات میں پڑھینگے کہ رات دن ان میں سر پھٹول ہوگی۔ حضرات! کتاب اللہ اور سُنّتِ رسولؐ کے اجراء و احیاء کیلئے صدیقی و فاروقی قلب و نظر کی ضرورت ہے۔ مگر پاکستان میں ہمیں اس بدوی تہذیب کا حامی کوئی نظر نہیں آتا۔ یہاں تو بیشتر شراب کے دلدادہ۔ رقص و سرود کے رسیا۔ بال روم کی حاضری کے شوقین۔ آزادی نسواں کے علمبردار۔ مذہب سے بیزار۔ صوم و صلوٰۃ کے تارک۔ انگلینڈ کے حاجی۔ بعض روسی نظام حکومت کے مدّاح اور اکثر برطانیہ اور امریکہ کی درسگاہوں میں تربیت پانے والے نقال موجود ہیں۔ اسی لئے ان کا اپنا شاعر اقبال کہتا ہے

مُردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

کچھ احمق قسم کے لوگ ہمارے خلاف ہیں۔ مگر ان کی حیثیت آٹے میں نمک کی بھی نہیں۔

خیر! میں نے آپ کا کافی وقت لیا ہے۔ اور آخر کار میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور میرے رفقاء کار سیاست کے دیوانوں کو مسلم لیگ۔ جناح عوامی لیگ۔ اسلام لیگ۔ اسلامی جماعت۔ ریپبلکن پارٹی اور اسی طرح کے چند اور دلفریب ناموں میں پھنسائے رکھیں گے۔ صوبائی اور مرکزی اسمبلیوں کے ہر سرکردہ وزیر کے ذہن میں کرسیٔ صدارت کا والہانہ جذبہ پیدا کر کے اُس کو ملک و قوم کی فلاح و بہبود سے غافل رکھیں گے لہٰذا آپ سب مل کر میرے مشن کی کامیابی کے لئے دُعا کریں۔ کیونکہ میری کامیابی سے پاکستان کے اسلامیہ جمہوریہ بننے کے باوجود بھی تمام شعبے ہماری پسندیدہ سابقہ روش پر چلتے رہیں گے۔

اب میں بآوازِ بلند اعلان کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ ہمارے محترم صدرِ جلسہ کا خواب ہرگز ہرگز پورا نہیں ہوگا۔ (تالیاں۔ نعرے: نظام ابلیس زندہ باد۔ نظامِ مدنی مردہ باد)

اپوا کا انچارج

صدرِ محترم و معزز حاضرینِ جلسہ! آپ نے اسمبلیوں کے بیدار مغز انچارج کی تقریر سن ہی لی ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ اگر انہوں نے اپنی روایتی مستعدی سے کام لیا۔ اور پاکستان کے وزراء کو جنگِ اقتدار میں لگائے رکھا۔ تو نتیجۃً میں بھی کامیاب ہو جاؤں گا۔ کیونکہ ہمیشہ زندگی کے ہر میدان میں مرد اور عورت دوش بدوش سرگرم عمل رہے ہیں۔ آج ہماری ایسوسی ایشن میں ایسی ایسی مایۂ ناز بیگمات موجود ہیں۔ کہ جن کو کتاب و سنّت کا مکمل دستور تو درکنار۔ اس فرسودہ نظام کی کسی ایک جزو کا نفاذ بھی منظور نہیں ہے۔ اسلام پردے کا حامی ہے۔ مخلوط تعلیم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ عورت کو خاوند کے تابع بناتا ہے۔ سینما گھروں۔ سیرگاہوں اور بازاروں میں عورتوں کی برہنہ رقاصی کا دشمن ہے۔ عورت تو عورت مرد کے فوٹو تک کو بھی جائز نہیں سمجھتا۔ لہٰذا یہ قید و بند کا آئین کلیتہً فطری آزادی کے منافی ہے۔ اس لئے یاد رکھئے۔ کہ اگر محمد علی وزیرِ اعظم یا اس کے چند دقیانوسی ہمنواؤں نے اسلامیہ جمہوریہ کا نام لیا۔ یا دستور قرآنی کے اجراء کا اعلان کیا تو سب سے پہلے ہمارے ادارے میں ایک بے پناہ بغاوت پھیل جائیگی۔ اور میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری ایسوسی ایشن کی حریت پسند خواتین شام سے پہلے پہلے ایسے مُلّا خیال وزیروں کا ناک میں دم کر دینگی۔ آپ نے نہیں سُنا۔ داناؤں کا ارشاد ہے۔ گفتن و کردن فرقے دارد۔ محمد علی بیچارے کی کون سُنتا ہے۔ سُنئے ڈاکٹر خان کے حاشیہ نشین ہوں یا کسی اور صاحب کے ہمنشیں۔ چند دن کے لئے نہیں۔ بلکہ تاقیامت یاد رکھئے۔ کہ جب تک ہمارے محترم ادارے کی ایک خاتون بھی زندہ ہے۔ پاکستان میں ایسے اسلامی دستور کا اجراء غیر ممکن بلکہ محال ہے۔ ہاں ہاں۔ پاکستان کی شطرنج حکومت کے مُہرے میرے ادارے کی معزز آزادی پسند بیگمات کے نازک ہاتھوں میں ہیں۔ لہٰذا وہ اُن کی مرضی کے خلاف کوئی بھی جنبش نہیں کر سکتے (تالیاں)

سامعینِ کرام! میرا پروگرام ہے۔ کہ مستقبلِ قریب میں پاکستان کی سرزمین کو ایک قابلِ رشک عشرت کدہ بنا دیا جائے۔ بڑے بڑے شہروں میں

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصہ آدمؑ و ابلیس از روئے قرآن و احادیث

(از جناب عبدالرحمن صاحب عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

آدمؑ نوحؑ آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کی برگزیدگی

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورہ آلِ عمران رکوع ۴ پارہ ۳)

(ترجمہ - بے شک اللہ نے پسند کیا آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کے گھر کو اور عمران کے گھر کو سارے جہان سے)

خدا کی مخلوقات میں زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، فرشتے، جن، شجر و حجر سب ہی شامل تھے مگر اس نے اپنے علم محیط اور حکمتِ بالغہ سے ملکات روحانیہ اور کمالاتِ جسمانیہ کا جو مجموعہ ابوالبشر آدمؑ میں ودیعت کیا وہ مخلوقات میں سے کسی کو نہیں دیا بلکہ آدمؑ کو مسجود ملائکہ بنا کر ظاہر فرما دیا کہ آدمؑ کا اعزاز و اکرام اس کی بارگاہ میں ہر مخلوق سے زیادہ ہے - آدمؑ کا یہ انتخابی اور اصطفائی فضل و شرف جسے ہم نبوت سے تعبیر کرتے ہیں کچھ اُن کی شخصیت پر محدود و مقصور نہ تھا بلکہ منتقل ہو کر اُن کی اولاد میں نوحؑ کو ملا پھر منتقل ہوتا ہوا نوحؑ کی اولاد حضرت ابراہیمؑ تک پہنچا۔ یہاں سے ایک نئی صورت پیدا ہو گئی۔ آدمؑ و نوحؑ کے بعد جتنے انسان دُنیا میں آباد رہے تھے وہ سب ان دونوں کی نسل سے تھے۔ کوئی خاندان دونوں کی ذریت سے باہر نہ تھا بعد ازاں ہزاروں گھرانوں میں منصبِ نبوّت کے واسطے اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے گھرانے کو مخصوص فرما دیا اور آلِ عمران بھی آلِ ابراہیمؑ کی ایک شاخ تھی۔

ملائکہ پر آدمؑ کی فضیلت بوجہ علم

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ط

ترجمہ - اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو - کہ مَیں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب -

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ الخ

(ترجمہ - اور سکھلا دیئے اللہ نے آدمؑ کو نام سب چیزوں کے - پھر سامنے کیا اُن سب چیزوں کو فرشتوں کے - پھر فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر تم سچے ہو - بولے پاک ہے تُو - ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا تُو نے ہم کو سکھایا - بے شک تُو ہی ہے اصل جاننے والا حکمت والا - فرمایا اے آدم! بتا دے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام - پھر جب بتا دیئے اُس نے ان کے نام - فرمایا کیا نہ کہا تھا مَیں نے تم کو کہ مَیں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

ملائکہ کو جب یہ خلجان ہُوا کہ ایسی مخلوق کہ جس میں مفسد اور خونریز تک ہوں گے - ہم ایسے مطیع و فرمانبردار کے ہوتے اُن کو خلیفہ بنانا اس کی وجہ کیا ہو گی - فرشتوں کو سرِ دست بالاجمال یہ جواب دیا گیا کہ ہم خوب جانتے ہیں اُس کے پیدا کرنے میں جو حکمتیں ہیں - تم کو ابھی تک وہ حکمتیں معلوم نہیں - ورنہ اُس کی خلافت اور افضلیّت میں شبہ نہ کرتے - حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ہر ایک چیز کا نام مع اُس کی حقیقت اور خاصیّت کے اور نفع و نقصان کے تعلیم فرما دیا اور یہ علم اُن کے دل میں بلا واسطہ کلام القا کیا کیونکہ اس کمالِ علمی کے بغیر خلافت اور دُنیا پر حکومت ناممکن ہے - علم ہی کی وجہ سے مرتبۂ خلافت انسان ہی کو عطا ہُوا اور ملائکہ نے بھی اس کو تسلیم کیا۔

آدمؑ کو مسجود ملائکہ بنایا جانا اور ابلیس کا سجدہ سے انکار

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(سورہ بقر رکوع ۴ پارہ ۱)

ترجمہ - اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو - کہ سجدہ کرو آدمؑ کو - تو سب سجدہ میں گر پڑے مگر شیطان - اس نے نہ مانا اور تکبّر کیا - اور تھا وہ کافروں میں کا - اور ہم نے کہا اے آدمؑ رہا کر تُو اور تیری عورت جنّت میں اور کھاؤ اس میں جو چاہو - جہاں کہیں سے چاہو - اور پاس مت جانا اس درخت کے - پھر تم ہو جاؤ گے ظالم۔ پھر ڈگمگا دیا اُن کو شیطان نے اُس جگہ سے - پھر نکالا اُن کو اس عزّت و راحت سے کہ جس میں تھے۔ اور ہم نے کہا تم سب اُترو - تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے - اور تمہارے واسطے زمین میں ٹھکانا ہے اور نفع اُٹھانا ہے ایک وقت تک - پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں - پھر متوجہ ہو گیا اللہ اُس پر - بے شک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا۔

(تفسیر) جب حضرت آدمؑ کا خلیفہ ہونا مُسلّم ہو چکا تو فرشتوں کو اور اُن کے ساتھ جنّات کو حکم ہُوا کہ حضرت آدمؑ کی طرف سجدہ کریں اور اُن کو قبلۂ سجود بنائیں - جیسا سلاطین پہلے اپنا ولیعہد مقرر کرتے ہیں پھر ارکانِ دولت کو نذریں پیش کرنے کا حکم کرتے ہیں تاکہ کسی کو سرتابی کی گنجائش نہ رہے۔ چنانچہ سب نے سجدۂ مذکور ادا کیا سوائے ابلیس کے - کیونکہ در اصل وہ جنّات میں سے تھا اور ملائکہ کے ساتھ کمال اختلاط رکھتا تھا اور اس کی سرکشی کا سبب یہ ہُوا کہ جنّات چند ہزار سال سے زمین میں متصرف تھے اور آسمان پر بھی جاتے تھے - جب اُن کا فساد اور خونریزی بڑھی تو ملائکہ نے بحکم الٰہی بعض کو قتل کیا۔ اور بعض کو جنگل پہاڑ اور جزائر میں منتشر کر دیا - ابلیس اُن میں بڑا عالم و عابد تھا۔ اُس نے جنّات کے فساد سے اپنی بے لوثی ظاہر کی - فرشتوں کی سفارش سے یہ بچ گیا اور اُن ہی میں رہنے لگا - اور اس طمع میں کہ تمام جنّات کی جگہ اب صرف مَیں زمین میں متصرف بنایا جاؤں - عبادت میں بہت کوشش کرتا رہا اور خلافت ارض کا خیال پکاتا رہا - جب حکم الٰہی حضرت آدمؑ کی نسبت خلافت کا ظاہر ہُوا تو ابلیس یا توں

باقی صفحہ ۱۴ پر

اللہ تعالےٰ کی نیک بندیاں

حضرت حوّا علیہا السّلام کا ذکر

یہ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بی بی اور تمام دُنیا کے آدمیوں کی ماں ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کو اپنی کامل قدرت سے حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بائیں پسلی سے پیدا کیا اور پھر اُن کے ساتھ نکاح کر دیا۔ اور جنّت میں رہنے کو جگہ دی۔ اور وہاں رہنے کو جگہ دی اور وہاں ایک درخت تھا اُس کے کھانے کو منع کر دیا۔ اُنہوں نے غلطی سے شیطان کے بہکانے میں آکر اُس درخت سے کھا لیا اُس پر اللہ تعالےٰ کا حکم ہُوا کہ جنّت سے دُنیا میں جاؤ۔ دُنیا میں آکر اپنی خطا پر بہت روئیں۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کی خطا معاف کر دی اور پہلے حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے الگ ہو گئی تھیں۔ اللہ تعالےٰ نے پھر اُن سے ملا دیا پھر دونوں سے بے شمار اولاد پیدا ہوئی۔

فائدہ - بیبیو! دیکھو حضرت حوّا نے اپنی خطا کا اقرار کر لیا توبہ کر لی۔ بعض عورتیں اپنے قصور کو نباہا کرتی ہیں اور کبھی اپنے اوپر بات نہیں آنے دیتیں۔ اور ایسی تو بہت ہیں جو گناہ کر رہی ہیں ساری عمر کرتی رہتی ہیں اس کو چھورتی نہیں۔ خاص کر غیبت اور رسموں کی پابندی۔ بیبیو اِس خصلت کو چھوڑ دو۔ جو خطا و قصور ہو جائے اس کو فوراً چھوڑ کر توبہ کر لیا کرو۔

حضرت نوح علیہ السلام کی والدہ کا ذکر

قرآن شریف میں ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنے ساتھ اپنی ماں کے لئے بھی دُعا کی۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ آپ کے ماں باپ مسلمان تھے۔ **فائدہ** دیکھو ایمان کی کیا برکت ہے کہ ایماندار کے واسطے پیغمبر بھی دُعا کرتے ہیں۔ بیبیو ایمان کو مضبوط رکھو۔

حضرت سارہ علیہا السلام کا ذکر

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بی بی اور حضرت اسحٰق پیغمبر علیہ السلام کی ماں ہیں۔ اُن کا فرشتوں سے بولنا اور فرشتوں کا اُن سے یہ کہنا کہ تم سارے گھر والوں پر خدا کی رحمت اور برکت ہے۔ قرآن میں مذکور ہے۔ اُن کی پارسائی اور اُن کی دُعا قبول ہونے کا ایک قصّہ حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ ہجرت کر کے شام کو چلے یہ بھی سفر میں ساتھ تھیں۔ راستے میں کسی ظالم بادشاہ کی بستی آئی۔ اُس کمبخت سے کسی نے جا کہا کہ تیری عملداری میں ایک بی بی بڑی خوبصورت آئی ہے۔ اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بُلا کر پوچھا کہ تیرے ہمراہ کون عورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری دین کی بہن ہے۔ بیوی اس لئے نہیں فرمایا کہ وہ ان کو خاوند سمجھ کر مار ڈالتا۔ جب وہاں سے لوٹ کر آئے تو حضرت سارہ سے کہا کہ دیکھو میری بات جھوٹی مت کر دینا۔ اور ویسے تم دین میں میری بہن ہی ہو۔ پھر اس نے حضرت سارہ کو پکڑوا بُلایا۔ جب ان کو معلوم ہُوا کہ اس کی نیّت بُری ہے تو اُنہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور دُعا کی کہ اے اللہ مَیں تیرے پیغمبر پر ایمان رکھنے والی ہوں اور ہمیشہ اپنی آبرو بچانے والی ہوں تو اس کافر کا مجھ پر قابو نہ چلنے دیجئے۔ بس اس کا یہ حال ہُوا کہ ہاتھ پاؤں اُٹھا اُٹھا کر مارنے لگا اور پھر خوشامد کرنے لگا اور کہا کہ اللہ سے دُعا کرو کہ مَیں اچھا ہو جاؤں اور مَیں پختہ عہد کرتا ہوں کہ تم کو کچھ نہ کہوں گا۔ اُن کو بھی یہ خیال آیا کہ اگر مر جائیگا تو لوگ کہینگے کہ اسی عورت نے مار ڈالا ہوگا۔ غرض اس کے اچھا ہونے کی دعا کر دی۔ فوراً اچھا ہو گیا۔ اُس نے پھر شرارت کا ارادہ کیا آپ نے پھر بد دُعا کی۔ اُس نے پھر منت سماجت کی آپ نے پھر دُعا کر دی۔ غرض تین بار ایسا ہی قصّہ ہُوا۔ آخر جھنجلا کر کہنے لگا کہ تم کس بلا کو میرے پاس لے آئے۔ ان کو رخصت کرو۔ اور حضرت ہاجرہ جن کو اس نے ظلم سے باندی بنا رکھا تھا قبطیوں کی قوم سے تھیں۔ اور اس طرح خدا نے ان کی عزّت بھی بچا رکھی تھی خدمت کے لئے اُن کے حوالہ کیں ماشاء اللہ عزّت آبرو سے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آگئیں۔ **فائدہ** - بیبیو! دیکھو پارسائی کیسی برکت کی چیز ہے۔ ایسے آدمی کی کس طرح اللہ تعالیٰ نگہبانی کرتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ نماز سے مصیبت ٹلتی ہے اور دُعا قبول ہوتی ہے۔ جب کوئی پریشانی ہُوا کرے۔ پس نفلوں میں لگ جایا کرو اور دُعا کیا کرو۔

حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا ذکر

جس ظالم بادشاہ کا اوپر قصّہ آیا ہے اس بادشاہ نے حضرت ہاجرہ کو بطور باندی رکھ چھوڑا تھا۔ جیسا ابھی بیان ہُوا ہے پھر اس نے حضرت سارہ کو دے دیا۔ اور حضرت سارہ نے اُن کو اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیدیا اور اُن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ ابھی حضرت اسمٰعیلؑ دودھ پیتے بچّے ہی تھے کہ اللہ تعالےٰ کو منظور ہُوا کہ مکّہ شریف کو حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے آباد کریں۔ اُس وقت اس جگہ جنگل تھا اور کعبہ بھی بنا ہوا نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ حضرت اسمٰعیلؑ اور اس کی ماں ہاجرہ کو اس میدان میں چھوڑ دو ہم اُن کے نگہبان ہیں۔ اور اُن کے پاس ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلا خرما کا رکھ دیا۔ جب پہنچا کر وہاں سے لوٹنے لگے تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام ان کے پیچھے چلیں اور پوچھا کہ ہم کو یہاں آپ اکیلے چھوڑے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے کچھ جواب نہ دیا۔ تب انہوں نے پوچھا کہ کیا خدا تعالےٰ نے تم کو اس کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بولے ہاں کہنے لگیں تو کچھ غم نہیں۔ وہ آپ ہی ہماری خبر رکھیں گے۔ اور اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئیں۔ چھوہارے کھا کر پانی پی لیتیں اور حضرت اسمٰعیلؑ کو دودھ پلاتیں۔ جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو ماں بیٹوں پر پیاس کا غلبہ ہُوا اور حضرت اسمٰعیلؑ کی تو یہ حالت ہوئی کہ مارے پیاس کے بل کھانے لگے۔ ماں اس حالت میں اپنے بچّے کو نہ دیکھ سکیں اور پانی دیکھنے کو صفا پہاڑ پر چڑھیں اور چاروں طرف نگاہ دوڑائی کہ شاید کہیں پانی نظر آئے۔ جب کہیں نظر نہ آیا تو اس پہاڑ سے اُتر کر دوسرے پہاڑ مروہ کی طرف چلیں کہ اس پر چڑھ کر دیکھیں دونوں پہاڑیوں کے درمیان ایک ٹکڑا زمین کا بڑا سا تھا۔ جب تک برابر زمین پر رہیں تو بچّے کو دیکھ لیتیں۔ جب اس گڑھے میں پہنچیں تو بچّہ نظر نہ آیا۔ اس لئے دوڑ کر برابر والے میدان میں آگئیں۔ غرض مروہ پہاڑ پر پہنچیں اور اسی طرح چڑھ کر دیکھا۔ وہاں بھی کچھ پتہ نہ لگا۔

اس سے اُتر کر بیتابی میں پھر صفا پہاڑ کی طرف چلیں۔ اس طرح دونوں پہاڑوں پر کئی پھیرے کئے۔ اور اس گڑھے کو ہر بار دوڑ کر طے کرتی تھیں۔ اللہ تعالےٰ کو یہ عمل ایسا پسند آیا کہ حاجیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حکم کر دیا کہ دونوں پہاڑوں کے بیچ میں سات پھیرے کریں اور پھر اُس ٹکڑے میں جہاں وہ گڑھا تھا اور اب وہ بھی برابر زمین ہو گئی ہے دوڑ کر چلا کریں۔ غرض اخیر کے پھیرے میں مروہ پہاڑ پر تھیں کہ اُن کے کان میں ایک آواز سی آئی اُس کی طرف کان لگا کر کھڑی ہوئیں۔ وہی آواز پھر آئی۔ آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آیا۔ حضرت ہاجرہ نے پکار کر کہا کہ میں نے آواز سُن لی ہے۔ اگر کوئی شخص مدد کر سکتا ہو تو کرے۔ اسی وقت جہاں آبِ زمزم کا کنواں ہے، وہاں فرشتہ نمودار ہُوا۔ اور اپنا بازو زمین پر مارا وہاں سے پانی اُبلنے لگا۔ انہوں نے چاروں طرف مٹی کی ڈول بنا کر اس کو گھیر لیا اور مشک میں بھی بھر لیا اور خود بھی پیا اور بچے کو بھی پلایا اور فرشتے نے کہا کچھ اندیشہ نہ کرنا اس جگہ خدا کا گھر یعنی کعبہ ہے۔ یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ مل کر اس گھر کو بنائے گا۔ اور یہاں آبادی ہو جائیگی۔ چنانچہ تھوڑے دنوں میں سب چیزوں کا ظہور ہو گیا ایک قافلہ اُدھر سے گزرا وہ لوگ پانی دیکھ کر ٹھہر گئے۔ اور وہیں بس پڑے اور حضرت اسمٰعیلؑ کی شادی ہو گئی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ خدائے تعالےٰ کے حکم سے تشریف لائے اور دونوں باپ بیٹوں نے خانہ کعبہ بنایا اور وہ زمزم کا پانی اس وقت زمین کے اندر اُتر گیا۔ پھر مدت کے بعد کنواں بن گیا۔ **فائدہ**۔ دیکھو حضرت ہاجرہؑ کو خدائے تعالےٰ پر کیسا بھروسہ تھا۔ جب اُن کو یہ معلوم ہو گیا کہ جنگل میں رہنا خدا تعالےٰ کے حکم سے ہے۔ پھر کیسی بے فکر ہو گئیں۔ اور پھر اس بھروسہ کرنے کی کیا کیا برکتیں ظاہر ہوئیں۔ بیبیو اسی طرح تم کو خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالےٰ سب کام درست ہو جائیں گے۔ اور دیکھو اُن کی بزرگی کہ دوڑی تو تھیں پانی کی تلاش میں اور اللہ کے نزدیک وہ حرکت کیسی پیاری ہو گئی کہ حاجیوں کے واسطے اس کو عبادت بنا دیا۔ جو بندے مقبول ہوتے ہیں اُن کا معاملہ ہی دوسرا ہو جاتا ہے۔ بیبیو کوشش کر کے خدا تعالےٰ کے حکم مانا کرو۔ تاکہ تم بھی مقبول ہو جاؤ۔ پھر تمہارے دنیا کے کام بھی دین میں شامل ہو جاہیں گے

بقیہ قصۂ آدمؑ و ابلیس صفحہ ۱۲ سے آگے

ہُوا اور عبادتِ ربانی کے رائیگاں جانے پر جوشِ حسد میں سب کچھ کیا اور ملعون ہُوا۔ ابلیس علمِ الٰہی میں پہلے ہی کافر تھا۔ اوروں کو گو اب ظاہر ہُوا یا یوں کہو کہ اب کافر ہو گیا اس وجہ سے کہ حکمِ الٰہی کا بوجہ تکبّر انکار کیا۔ اور حکمِ الٰہی کو خلافِ حکمت و مصلحت اور موجبِ عار سمجھا یہ نہیں کہ فقط سجدہ ہی نہیں کیا۔ مشہور ہے کہ وہ درخت گیہوں کا تھا یا بقول بعض انگور، نرنج یا انجیر وغیرہ کا۔ حضرت آدمؑ اور حوّا بہشت میں رہنے لگے۔ اور شیطان کو اُس کی عزّت کی جگہ سے نکال دیا۔ شیطان کو اور حسد بڑھا بالآخر مور اور سانپ سے مل کر بہشت میں گیا۔ اور بی بی حوّا کو طرح طرح سے ایسا پھسلایا اور بہکایا کہ اُنہوں نے وہ درخت کھا لیا اور حضرت آدمؑ کو بھی کھلایا۔ اور ان کو یقین دلا دیا تھا کہ اس کے کھانے سے ہمیشہ کے لئے اللہ کے مقرب ہو جاؤ گے۔ اور حق تعالےٰ نے جو ممانعت فرمائی تھی اس کی توجیہہ گھڑ دی۔ اس خطا کی سزا میں حضرت آدمؑ اور حوّا اور جو اولاد پیدا ہونے والی تھی سب کی نسبت یہ حکم ہُوا کہ بہشت سے اُتر کر زمین میں جا کر رہو۔ تم باہم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔ جس کی وجہ سے تکلیفیں پیش آئیں گی۔ بہشت دارالعصیان اور دارالعداوت نہیں۔ ان امور کے مناسب دارِ دنیا ہے جو تمہارے امتحان کے لئے بنایا گیا ہے۔ دُنیا میں بھی تم ہمیشہ نہیں رہو گے بلکہ ایک معیّن وقت تک وہاں رہو گے۔ اور وہاں کی چیزوں سے بہرہ مند ہو گے۔ اور پھر ہمارے ہی رُوبرُو آؤ گے۔ اور وہ وقتِ معیّن ہر ہر شخص کی نسبت تو اس کی موت کا وقت ہے۔ اور تمام عالم کے حق میں قیامت کا۔ جب آدمؑ نے حق تعالےٰ کا عتاب آمیز حکم سُنا اور جنّت سے باہر آ گئے تو بہ حالتِ ندامت و انفعال گریہ و زاری میں مصروف تھے۔ اس حالت میں حق تعالےٰ نے اپنی رحمت سے چند کلمات اُن کو القا اور الہام کے طور پر بتلائے جن سے ان کی توبہ قبول ہوئی مگر فی الفور جنّت میں جانے کا حکم نہ فرمایا۔ بلکہ دنیا میں رہنے کا جو حکم ہُوا تھا اُسی کو قائم رکھا۔ کیونکہ مقتضائے حکمت و مصلحت یہی تھا۔ ظاہر ہے کہ زمین کے لئے خلیفہ بنائے گئے تھے نہ کہ جنّت کے لئے اور اللہ تعالےٰ نے یہ فرما دیا کہ جو ہمارے مطیع ہونگے اُن کو دُنیا میں رہنا مضر نہ ہوگا۔ بلکہ مفید۔ ہاں جو نافرمان ہیں اُن کے لئے جہنم ہے۔ اور اس تفریق و امتحان کے لئے بھی دُنیا ہی مناسب ہے۔

شیطان کا تکبّر

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ط قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ○ ○ سورہ اعراف رکوع ۲ پارہ ۸

ترجمہ۔ کہا تجھ کو کیا مانع تھا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے حکم دیا۔ بولا میں اس سے بہتر ہوں۔ مجھ کو تو نے بنایا آگ سے اور اس کو بنایا مٹی سے۔

اللہ تعالےٰ اپنا احسان جتلاتے ہیں کہ اے بنی آدم تمہاری تخلیق سے پہلے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا سامان کیا۔ پھر تمہارا مادہ پیدا فرمایا۔ پھر اس مادہ کو ایسا دلکش اور حسین و جمیل صورت عطا کی جو کسی دوسری تخلیق کو عطا نہیں کی گئی تھی۔ پھر اس تصویرِ خاکی کو وہ روح اور حقیقت مرحمت فرمائی جس کی بدولت تمہارے باپ آدمؑ علیہ السلام جن کا وجود تمام افراد انسانی کے وجود پر اجمالاً مشتمل تھا۔ خلیفۃ اللہ و مسجودِ ملائکہ بنے پھر جس نے اس وقت سجودِ تعظیمی سے سرتابی کی وہ مردودِ ازلی ٹھہرا۔ کیونکہ وہ سجود خلافتِ الٰہیہ کے نشان کے طور پر تھا۔ "ملائکۃ اللہ" جو بحث و تمحیص اور صریح امتحان کے بعد آدمؑ کی فضیلت اور روحانی کمالات پر مطلع ہو چکے تھے۔ حکمِ الٰہی سُنتے ہی سجدہ میں گر پڑے۔ اور اس طرح خلیفۃ اللہ کے روبرو اپنے پروردگارِ حقیقی کی کامل وفاشعاری اور اطاعت پذیری کا ثبوت دیا۔ اور ابلیس لعین جو ناری الاصل جنّی مگر کثرتِ عبادت کی وجہ سے زمرۂ ملائکہ میں شامل ہو گیا تھا۔ آخر کار اپنی اصل کی طرف لوٹا۔ اُس کی نظر آدمؑ کی مادی ساخت سے نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ کے راز تک تجاوز نہ کر سکی۔ اسی لئے صریح حکمِ الٰہی کے مقابلہ پر "اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ" کا دعویٰ کرنے لگا۔ آخر کار اسی ابا و استکبار اور نصِ صریح قاطع کو محض رائے وہوی سے رد کر دینے اور خدا سے بحث و مناظرہ ٹھان لینے کی پاداش میں ہمیشہ کے لئے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

قرآن سے بیگانگی کے اسباب اور نتائج

(از جناب فضل الرحمٰن صاحب قاصر بٹل ضلع ہزارہ)

قرآن کیا ہے؟ باری تعالے کے بے انتہا علوم کا ایک حصّہ ہے جو بنی نوع انسان کی دُنیوی اور اُخروی فلاح و بہبود کے لئے بواسطہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نازل ہُوا ہے اس کے نزول کا مقصد چونکہ تمام نوع بشر کو راہ راست پر لانا ہے اس لئے یہ کہنا بجا ہے کہ اس کی پکار تمام انسانوں کے لئے بلا قید رنگ و نسل یکساں و برابر ہے۔ وہ لوگ ضرور بدبخت ہیں۔ جو ایسے کان نہیں رکھتے کہ قرآن کی پُکار سُن سکیں۔ جو ایسی آنکھوں سے محروم ہیں کہ مظاہر قدرت کو دیکھ دیکھ کر پکارنے والے کو دیکھ سکیں۔ جن کے سینے ایسے قلوب سے خالی ہیں کہ اُن کے ذریعہ وہ اپنی حقیقت، ابتدا۔ حال اور استقبال پر غور کر سکیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر خداوند کریم نے کفر کی امتیازی مہر لگا دی ہے۔ اور جو خود بھی قرآن کے خلاف علانیہ بغاوت کو ہوا دیتے اور پھیلا تے ہیں۔ لیکن اُن لوگوں کی بدنصیبی میں بھی شک نہیں۔ جن پر لیبل تو اسلام کا لگا ہوا ہے لیکن حقیقتاً وہ لاشعوری طور پر اسلام سے دُور اور بہت دُور بھٹکے ہوئے ہیں۔ آخر کیوں؟

حقیقت کو اگر بے نقاب کر کے دیکھا جائے تو چند اسباب سامنے آتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ان نام کے مسلمانوں نے ابھی یقینی طور پر یہ سمجھا ہی نہیں کہ قرآن اور اسلام ایک ہی چیز کے دو مختلف نام ہیں۔ اگر بحق یقین ایسا سمجھتے تو ضرور وہ اپنے آپ کو اتنا ہی قرآن کے قریب لے جاتے جتنا کہ وہ اپنے زعم میں اپنے آپکو اسلام کے قریب تر سمجھے ہوئے ہیں۔ یقین کی اس کمی کا نتیجہ ہے کہ آج ہماری اکثریت قرآن سے بیگانہ و ناآشنا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایک طرف تو ہم قرآن کو خداوند تعالےٰ کی نازل کردہ کتاب اور انسانوں کے لئے چراغِ راہ تسلیم کریں۔ اور دوسری طرف اس سے ایسی بے اعتنائی اور بے پروائی کا مظاہرہ کریں جو اپنے ایک عام قرابت دار یا واقف کار کی طرف سے آئے ہوئے مکتوب کے ساتھ کرنا بھی مناسب نہیں۔

عام مشاہدہ ہے کہ ایک ناخواندہ یا نیم خواندہ کو جب کوئی مراسلہ و مکتوب ملتا ہے تو وہ سب سے پہلے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ بھیجنے والا کون ہے؟ جب یہ معلوم کر لیتا ہے تو پھر یہ معلوم کر کے ہی دم لیتا ہے کہ لکھنے والے نے لکھا کیا ہے۔ اس غرض کے لئے مکتوب الیہ دُور دراز مقامات پر ایسے شخص کی تلاش سے بھی گریز نہیں کرتا جو اچھی طرح نوشتوں کو پڑھ اور سمجھا سکنے میں ماہر و مشہور ہو آج کل تو تعلیم عام ہو رہی ہے۔ زیادہ نہیں تو کم از کم اُردو خطوط و مراسلات تو پڑھ اور سمجھا سکنے والے تو ہر جگہ مل ہی جاتے ہیں۔ لیکن آج سے نصف صدی پہلے کے لوگوں کو اس قسم کی دِقّتوں سے دوچار ہونا ہی پڑتا تھا۔ اور اب بھی غیر مُلکی زبانوں میں ملنے والے مکتوبات کو پڑھانے میں انہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ ایک انسان کی جانب سے لکھے ہُوئے مراسلے کو سمجھنے کے لئے ایک انسانی دفتر سے آئی ہوئی چِٹھی کو جاننے کے لئے تو ہم سب کچھ کر بیٹھتے ہیں۔ لیکن آسمانی دفتر سے آئے ہوئے ہدایت نامہ کو ہم صرف "گھروں کی برکت" "طاقچوں کی زینت" ہی جانے ہوئے ہیں۔ اگر کسی سے پوچھا جائے تو عقیدتمندانہ جواب ملتا ہے۔ کہ "قرآن خدا کا کلام ہے اس کو سمجھ سکنا ہر کس و ناکس کے بس کا روگ نہیں"

کس قدر مضحکہ خیز اور شرمناک بات ہوگی کہ ہم قرآن کو انسان ہی کی زبان میں انسان کی رہنمائی کا سامان تو تسلیم کریں لیکن یہ تسلیم کر لینا ہمارے لئے مشکل ہو جائے کہ اس کا جاننا ہر انسان کے لئے آسان بھی ہے۔ بھلا یہ کوئی بات ہے کہ خُدا کے کلام کا مخاطب تو انسان ہے۔ اور انداز کلام کو سمجھنے والا انسان نہیں ہو سکتا۔ ہر خطیب اپنے خطبہ کو ہر مقرر اپنی تقریر کو ایسے رنگ میں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ وہ سامعین اور مخاطبین کی عقل و فہم سے بالا نہ ہو۔ پھر نہ معلوم ان عقل کے دشمنوں نے یہ عجیب بہانہ کہاں سے ڈھونڈ نکالا۔ جو لوگ قرآن کو انسانی عقل اور سمجھ بوجھ سے باہر کی چیز کہتے ہیں۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ حقیقتاً اپنی بے حسی کمزوری اور بے یقینی کے مظاہرہ کے ساتھ ساتھ باری تعالےٰ کے اُس اعلان کو جھٹلانے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں۔ جس میں بتلایا گیا ہے۔ کہ (وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ) ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے + ورنہ ہمارے وہ اسلاف بھی تو آخر ہماری طرح کے انسان ہی تھے۔ جن پر قرآنی اسرار۔ رموز اور نکات منکشف تھے۔ اور جو قدم قدم پر قرآن دانی کے وہ وہ جوہر دکھاتے کہ دیکھنے والے دیکھتے ہی رہ جاتے۔ ہاں وہ اگر مختلف تھے تو صرف اسی قدر کہ وہ اسلام کو ہماری طرح صرف آبائی وراثت نہیں تصوّر کرتے تھے۔ وُہ ایماناً جانتے تھے کہ اسلام کچھ کئے بغیر ایک پشت سے دوسری پشت کو منتقل نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کو حاصل کرنے اور اپنانے کے لئے کچھ کرنا ہی پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان مبارک ہستیوں نے قرآن سے سطحی اور قولی نہیں بلکہ گہرا اور عملی تعلق پیدا کر رکھا تھا۔ ان کا ایمان تھا کہ باریتعالیٰ کا عطا کردہ یہ انعام (قرآن) گھریلو اور انفرادی معاملات سے لے کر عالمی اور اجتماعی مسائل تک کو سلجھانے کا ایک لاجواب ذریعہ ہے۔ ایمان کی اس پختگی کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے اپنی زندگیاں تک قرآن دانی کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔

آج ہم انسانی ذہن اور انسانی فکر کی پیداوار قسم کے قوانین کو جاننے اور دوسرے مادیاتی علوم و فنون کو حاصل کرنے کے ادنےٰ ترین) مقصد پر بے دریغ دولت خرچ کرنے اور دُور دراز مقامات برلن۔ لندن اور نیویارک تک جانے کو تو مشکل و ناممکن نہیں قرار دیتے۔ لیکن خدائی آئین اور آسمانی علوم سے واقفیت حاصل کرنے کے پاکیزہ اور اعلےٰ مقصد کی خاطر دُور تو دُور اپنے محلہ کی نزدیک ترین مسجد یا اسلامی مکتب میں جانے کو ناممکن کہہ بیٹھتے ہیں۔ دنیا سازی کے لئے تو ہم پندرہ بیس سال اپنی زندگی سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی نذر کر دیتے ہیں۔ لیکن دین سازی کے لئے ہم دو تین سال تو درکنار باقاعدگی کے ساتھ ایک سال بھی نہیں دے سکتے۔ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا...

کہنے کو تو ہم بھی قرآن کو سرمایۂ حیات اور سہارۂ آخرت شمار کرتے ہیں۔ لیکن کرنے کو اگر ہم انسانی لاء (LAW) یعنی قانون کو آسمانی اور خدائی لاء کے برابر کا درجہ بھی دیدیتے تو بھی ہم قرآن سے بہت کچھ واقف و آشنا ہو سکتے تھے۔ حالانکہ ایک سچے مسلمان کے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

اخبار الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ اَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَ اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ

(رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں آدمؑ کی اولاد کا سردار ہوں گا اور سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا۔ اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا۔ اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ

(رواہ مسلم)

(ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ تعداد میرے تابعین کی ہوگی اور میں سب سے پہلا شخص ہوں گا۔ جو جنت کا دروازہ کھلواؤں گا)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ

(رواہ مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں جنت کے دروازہ پر آؤں گا۔ اور اُس کو کھلواؤں گا۔ خازن جنت پوچھے گا۔ تم کون ہو۔ میں کہوں گا محمدؐ۔ خازن کہے گا۔ مجھ کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ آپ کے سوا کسی کے لئے پہلے دروازہ نہ کھولوں۔)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِی الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَ اِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا صَدَّقَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ

(رواہ مسلم)

ترجمہ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سب سے پہلا شخص ہوں۔ جو جنت میں سفارش کروں گا۔ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی۔ جتنی میری۔ اور انبیاء علیہم السلام میں سے بعض نبی ایسے ہیں۔ جن کی تصدیق تو صرف ایک مرد نے کی ہے۔)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ مَثَلِیْ وَ مَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْيَانُهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَ فِیْ رِوَايَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ

(متفق علیہ)

(ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی مثال اس محل کی سی ہے۔ جس کی عمارت یا دیواریں نہایت عمدہ ہوں۔ لیکن دیوار میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو۔ پھر لوگوں نے اس کے گرد عمارت کو پھر کر دیکھا۔ اس کی خوبی سے خوش ہوئے۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر تعجب کرنے لگے۔ اس اینٹ کی جگہ کو پُر کرنے والا میں ہوں۔ مجھ سے یہ عمارت مکمل ہوئی۔ اور مجھ سے انبیاء علیہم السلام (کا سلسلہ) ختم کیا گیا۔

(بقیہ ابلیس کی مجلس شوریٰ صفحہ ۱۱ سے آگے)

رقص و سرود کے ٹریننگ کالج کھول دیئے جائیں ۔ پیرس ۔ انگلستان اور باقی مغربی ممالک کے مشہور شہروں سے آرائش و تزئین کے سامان منگوائے جائیں ۔ مناسب ہے کہ حکومت پاکستان ان چیزوں کی فراہمی میں بڑی فراخ دلی سے حصہ لے ۔ تاکہ اس ملک کی دوشیزگان آئندہ "حسینۂ عالم" کے انتخاب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکیں ۔ وہ دستور و آئین جو عورت کو تاریک گھروندوں میں نظر بند رکھنا چاہتا ہے اُس سے خدا کی پناہ ! (نعرے ۔ انچارج اپوا زندہ باد ۔ دستورِ اسلامی مُردہ باد)

ابلیس (کرسیٔ صدارت سے)

میں آپ حضرات کے اجتماع کو دیکھ کر اور تقاریر کو سُن کر ایک قلبی مسرت محسوس کر رہا ہوں ۔ میری گھبراہٹ اور دہشت اب طمانیت سے بدل رہی ہے ۔ مجھے آپ کے تعاون پر پہلے بھی اعتماد تھا اور اب اور بھی بڑھ چکا ہے ارباب حکومت اگر ہمارے اشاروں پر کام کرتے رہیں اور پاکستان کی خواندہ عورتیں ہماری ایجنٹی کا حق ادا کرتی رہیں تو سارا قضیہ حل ہو جائے گا ۔ میری نگاہ میں ابتدا سے ہی عورت کا مقام بہت بلند ہے ۔ خالقِ دو جہاں نے عورتوں کی اس جبلی خوبی کا خود اعتراف کیا ہے اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْم ۔ (بلاشبہ نسوانی مکر و فریب بڑا کارگر ہے)

اپوا کے انچارج کی تقریر سُن کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی ۔ کیونکہ میرا تجربہ ہے کہ عورتیں اپنے مُؤقف کو ہرگز نہیں بدلا کرتیں ۔ تاریخ شاہد ہے ۔ کہ طبقۂ نسواں نے ہمارے مشن کو ہر زمانے میں کامیاب بنانے میں بڑی جرائت سے کام لیا ہے ۔ لوطؑ و نوحؑ کی بیویاں اگرچہ ہمارے دشمنوں کے گھروں میں رہیں مگر ہماری وفاداری کا دم بھرتی رہیں ۔ عزیزِ مصر کی بیوی نے اپنی جوانی میں یوسفؑ پر حملہ کر کے وقتی طور پر ہماری خوشنودی حاصل کی ۔ فرعون ۔ ہامان ۔ قارون ۔ نمرود ۔ شدّاد ۔ ابوجہل جھوٹے مدعیانِ نبوت ۔ بر خود غلط مہدیین اور متجدّدین اور غدّارانِ مذہب و ملّت جن کے کارناموں پر مجھے بڑا ناز ہے ۔ ان سب نے خواتین ہی کی آغوشِ محبت میں پرورش پائی ۔ المختصر ا مجھے طبقۂ زناں اور خصوصاً اپوا کی آزاد منش دوشیزگان پر پورا بھروسہ ہے ۔ لہٰذا دُعا ہے کہ اس مقدس ادارے کی خواتین رقص و سرود ۔ جنسی نمائش ۔ خود نمائی اور باقی ایسے ہی جذبات کو عام کرنے میں کامیاب رہیں ۔ تاکہ میرا خواب بے معنی ہو کر رہ جائے ۔ اور نظامِ کہنہ کے ریگستان سے جو بادِ سموم اُچلنے والی ہے اُس کی زد سے ہر دو جنس کے سدا بہار پھول اور غنچے عین بہار میں جُھلس کر نہ رہ جائیں ۔ سب مل کر کہو ۔

خواتینِ اپوا زندہ باد ۔ نظامِ کہنہ مردہ باد ۔ (نعروں سے دشت و جبل گونج رہے ہیں ۔ اور ابلیس اپنی خبیث اُمّت کے اجتماع پر خوش ہو رہا ہے)

نوٹ :۔ مجلسِ شوریٰ کی بقیہ کارروائی تیسری قسط میں انشاء اللہ پیش کی جائے گی ۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی کل پاکستان مجلس شوریٰ کا

عظیم الشان سالانہ اجلاس

سال ۱۳۷۶ھ کے لئے تقریباً اٹھتّر ہزار روپیہ کی منظوری

مجلس مشاورت کے متعدد فیصلے

اکوڑہ خٹک ۱۶ ستمبر ۱۹۵۶ء دارالعلوم حقانیہ کی عظیم الشان اور جدید شاندار عمارت میں دارالعلوم حقانیہ کی کل پاکستان مجلس مشاورت کا سالانہ اجلاس زیر صدارت عالیجناب میاں رسول شاہ صاحب کاکا خیل آف تہنانہ منعقد ہُوا ۔ اراکین حضرات دارالعلوم حقانیہ کے سالانہ میزانیہ اور تعمیر دارالاقامہ ، جامع مسجد اور دیگر انتظامی امور پر بحث کرنے کے لئے طلب کئے گئے ۔ اس نمائندہ اجتماع میں سابقہ پنجاب و سرحد کے اکثر اضلاع سے کثیر تعداد میں ارکان نے شرکت کی ۔ مولانا قاری محمد امین صاحب آف راولپنڈی نے تلاوت کی اس کے بعد حضرت مولانا الحاج عبدالحق صاحب شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے سالانہ بجٹ اور تمام کارگزاریوں کی تفصیلات اجلاس میں پیش کیں ۔ آئندہ سال ۱۳۷۶ھ کے لازمی اخراجات کے لئے آپ نے مبلغ اٹھاسٹھ ہزار چار سو اڑتالیس روپیہ کا بجٹ پیش کیا ۔ جو باتفاق رائے پاس ہُوا ۔ گزشتہ سال کی تفصیل آمد و خرچ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ گزشتہ سال ۱۳۷۵ھ میں دارالعلوم حقانیہ کو مختلف مدات سے مبلغ ایک لاکھ چھ سو چھہتّر روپے تین آنہ کی آمدنی ہوئی ۔ اور مبلغ اٹھاسی ہزار چھ سو روپے ساڑھے آٹھ آنے خرچ ہوئے ۔ سال رواں کے منظور شدہ بجٹ کی رُو سے دارالعلوم کو سال سابقہ کے بقایا مبلغ چھیالیس ہزار تین سو آٹھ روپے سوا چار آنے ملانے کے بعد اکیس ہزار چار سو تین روپے سوا پندرہ آنے کا خسارہ رہیگا ۔ جو کہ انشاءاللہ متوقع آمدنی سے پُورا ہو سکے گا ۔ بجٹ کے بعد مندرجہ ذیل فیصلے اتفاق ارکان سے پاس ہوئے :۔

(۱) دارالاقامہ ۔ جامع مسجد، مطبخ کی تعمیر کے لئے متعلقہ امور کا اختیار تعمیری کمیٹی کو دیا گیا (۲) ایک دارالتجوید اور شعبہ خط و کتابت کھولنے کا فیصلہ کیا گیا (۳) ایک لائبریری کا قیام جس میں عالم اسلام اور عربی ممالک کے اخبارات رسائل مہیا ہوں (۴) دفتری اور انتظامی امور میں وسعت کی وجہ سے ایک طباعی مشین کی خریدگی ۔ (۵) دارالعلوم کے تعلیمی نظام میں اصلاح اور تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے ایک مجلس علمی کی تشکیل (۶) امور متعلقہ سالانہ جلسہ دستار بندی کے لئے ایک سب کمیٹی بنائی گئی جو تعین تاریخ و انتخاب مدعوین وغیرہ پر غور کرے گی (۷) اجلاس نے متفقہ طور پر "ریلی جس لیڈر" (مذہبی رہنما) کی اشاعت پر اظہار افسوس کیا ۔ (۸) اراکینِ شوریٰ نے مولانا محمد شفیق صاحب مرحوم مدرس دارالعلوم حقانیہ ۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی ۔ مولانا مناظر احسن گیلانی اور مولانا عبداللہ کندیاں کی وفات پر رنج و غم کا اظہار کیا ۔

سلطان محمود ناظم نشر و اشاعت

(بقیہ قرآن سے بیگانگی کے اسباب صفحہ ۱۵ سے آگے)

نزدیک دُنیا کے تمام معاملات کے مقابلہ میں دین اور آخرت کا معاملہ زیادہ اہم اور توجہ طلب اور انسان کا خود تراشیدہ قانون ۔ قانون الٰہی کے مقابلہ میں لا (یعنی ہیچ) ہے ۔

ایک معمولی اور ادنےٰ ہنر اگر تکلیف اور توجہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا ۔ ایک دنیاوی پیشہ وحرفہ بغیر محنت اور کاوش کے اگر اختیار نہیں کیا جا سکتا ۔ تو کیسے باور کیا جائے کہ قرآن فہمی ایسا عظیم کام یونہی مفت میں انجام پا سکے گا ۔

یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ قرآن دانی کا دروازہ صرف انہی خوش نصیبوں پر کھلتا ہے جو اس کی قدر وقیمت پر ایمان رکھتے ہیں ۔ ان بانصیبوں پر کھلتا ہے جو قرآن کو فلاح دارین کا اوّلین ذریعہ سمجھتے ہیں ۔ ان خوش قسمتوں پر کھلتا ہے جو اسکی ہمہ گیری اور عالمگیری کو دلی طور پر تسلیم کرتے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام کی عمارت کو نرے زبانی دعووں کی بنیاد پر قائم کرنے کے قائل نہیں ۔ بلکہ اس بات کے قائل ہیں کہ اسلام عمل اور صرف عمل ہی کی بنیادوں پر بارآور اور نتیجہ خیز ہو سکتا ہے ۔ اس قسم کے لوگ جب ماننے اور جاننے کے فرق کو ملحوظ رکھ کر کوشش کرتے ہیں ۔ تو قرآن کی تمام باریکیاں اور پیچیدگیاں ایک ایک کرکے ہٹ جاتی ہیں ۔ اور خداوند تعالٰے کا یہ وعدہ پورا ہو کر ہی رہ جاتا ہے کہ "من جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا"

ترجمہ ۔ جو ہماری راہوں کی تلاش میں کوشش کرتے ہیں ۔ ہم ان کو اپنی راہیں بتلا دیتے ہیں ۔"

آج ہماری زندگی کا ہر پہلو اگر بدکرداری اور بد اعمالی سے داغدار ہے ۔ ہم معیشت معاشرت ۔ سیاست حکومت ۔ دولت اور ثروت کے اعتبار سے اگر پس ماندہ و درماندہ ہیں ۔ تو یہ ہماری پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہے ۔ ہماری تمام بدحالیاں اور بربادیاں قرآن سے بیگانگی اور برگشتگی کے نتائج ہیں ۔ خدا کے جاری کردہ احکام سے روگردانی کے پیدا شدہ اثرات ہیں ۔ خود فراموشی اور خدا ناشناسی کے پھیلائے ہوئے کانٹے ہیں جن پر خدائی فیصلہ اور الٰہی قانون کے تحت ہم گھسیٹے جا رہے ہیں ۔ قرآن گواہ ہے کہ خدا کے بندوں میں خدا کی حکم عدولی کے بُرے نتائج سے باخبر اور ڈرنے والے وہ ہیں جو قرآن کو ماننے کے ساتھ ساتھ جانتے بھی ہیں ۔ اس لئے کہ جب تک خدا کے اوامر اور نواہی کا پورا پورا علم ہو نہ جائے ۔ اس وقت تک دانشمند سے دانشمند اور محتاط سے محتاط شخص بھی تعمیل ارشاد میں کامیاب نہیں ہو سکتا ۔

اگر ہمیں اپنی موجودہ گراوٹ کا احساس ہے اگر ہمیں اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ قرن اوّل کے مسلمان قرآن سیکھ کر اور پھر اس سیکھے ہوئے پر عمل کرکے ہی پروان چڑھے تھے ۔ تو ہمارے آج کل کے انحطاط اور تنزل کا بھی واحد علاج یہی ہے کہ ہم ہر قیمت پر قرآن کو سیکھیں سمجھیں ۔ اور یہ سب کچھ اس ارادے کے ساتھ کریں کہ انسانی زندگی کے جو نقوش قرآن نے قائم کئے ہیں ۔ انہی خطوط پر ہماری زندگی کی گاڑی بھی چل پڑے ۔ خدا کرے اگر اس ارادے کے ساتھ ہم نے قرآن اٹھایا تو قرآن اپنی کراماتی قوت کے ساتھ ہمیں ایک بار پھر اوج ترقی پر پہنچا دے گا ۔

(بقیہ قصۂ آدمؑ و ابلیس صفحہ ۱۴ سے آگے)

مرتبۂ قرب سے پیچھے گرا دیا ۔ اور رحمت الٰہیہ سے بہت دور پھینک دیا گیا ۔ فی الحقیقت جس چیز پر اسے بڑا فخر تھا کہ وہ آگ سے پیدا ہوا ہے ۔ وہی اس کی ہلاکت ابدی کا سبب ہوئی ۔ آگ کا خاصہ خفّت و حدّت ، سرعت وطیش اور علو و افساد ہے ۔ بخلاف مٹی کے کہ اس میں مستقل مزاجی ، متانت اور متواضعانہ علم و تثبت پایا جاتا ہے ۔ ابلیس جو ناری الاصل تھا سجدہ کا حکم سن کر آگ بگولا ہو گیا ۔ اور رائے قائم کرنے میں تیزی اور جلد بازی دکھلائی ۔ آخر تکبّر و تعلّی کی راہ سے آتش حسد میں گر کر دوزخ کی آگ میں گر پڑا ۔ برخلاف اس کے آدمؑ سے جب غلطی ہوئی تو عنصر خاکی نے خدا کے آگے فروتنی ، خاکساری اور انقیاد و استکانت کی راہ دکھلائی ۔ چنانچہ ان کی استقامت و انابت نے "ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَىٰ" کا نتیجہ پیدا کیا ۔ اسی لئے کہا جا سکتا ہے کہ ابلیس لعین نے مادی وعنصری لحاظ سے بھی اپنی تفضیل کے دعوٰی میں ٹھوکر کھائی ۔

تکبّر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

(بقیہ مقصد بیعت صفحہ ۲ سے آگے)

پیدا ہوگی ۔ دنیاوی کاروبار میں غیبی برکت ہوگی ۔ خاتمہ بالایمان ہوگا ۔ قبر بہشت کا باغ ہوگی ۔ میدانِ محشر میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت نصیب ہوگی ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم اپنے حوض کوثر سے پانی پلائینگے ۔ پل صراط سے گزرنا آسان ہوگا ۔ بہشت میں پہنچ کر محبوب حقیقی کا دیدار نصیب ہوگا ۔ اللّٰھم ارزقنا ھٰذہ النعمۃ العظمٰی ۔

دُعا

اے اللہ ہم سب مسلمانوں کو صحیح معنوں میں مسلمان بنا ۔ اخلاص عطا فرما ۔ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کا سچا متبع بنا ۔ اپنے مقبول بندوں کا عقیدتمند بنا ۔ ان کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرما ۔ ان کی اطاعت نصیب فرما ۔ شیطان لعین کے ہتھکنڈوں سے بچا ۔
وصلی اللہ علےٰ سیدنا محمد و آلہ وصحابہ اجمعین ۔

بچوں کا صفحہ

از عزیز عبدالصمد لاہور

اطاعتِ والدین

پیارے بچو! علقمہ نامی ایک صحابی تھے۔ جو فارس کے رہنے والے تھے۔ فارس میں اُن کے عزیز و اقارب اُن کی بہت ہی عزت کرتے تھے اُن کے والد محترم وفات پا چکے تھے۔ باوجود اتنی عزت کے وہ وہاں بہت تنگ تھے۔ کیونکہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دے چکے تھے۔ آخر وہ اپنی والدہ اور بیوی کے ہمراہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے پاس مقیم ہو گئے۔ وہ ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے تھے۔ جب آپ کا آخری وقت آ پہنچا۔ تو آپ کا سانس رُک گیا۔ زبان بند ہو گئی۔ دو تین دن تک متواتر یہی حالت رہی۔ آخر ایک دن علقمہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئی اور علقمہ کی حالت عرض کی۔ رسول اللہ صلّی اللہ کے پاس اس وقت حضرت بلال حبشیؓ تھے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اے بلالؓ جاؤ اور علقمہ کو کلمہ شہادت پڑھاؤ۔ حضرت بلال حبشی گئے۔ چونکہ علقمہ کی زبان بند تھی۔ اس لئے وہ کلمہ پڑھانے میں ناکام رہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عُمر فاروقؓ اور ابوبکر صدیقؓ کو بھیجا۔ مگر وہ بھی ناکام واپس آ گئے۔ آخر حضورؐ نے فرمایا! اس کی والدہ یا اس کے والد زندہ ہیں۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا۔ حضورؐ اس کے والد تو فارس ہی میں وفات پا گئے۔ مگر والدہ زندہ ہیں

حضورؐ نے اُن کی والدہ کو بُلایا۔ تو اُس کی والدہ حضورؐ کا حکم سنتے ہی فوراً حاضر ہوئیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اے بوڑھی ماں علقمہ کا پہلے کردار کیسا تھا۔ اُن کی ماں نے جواب دیا حضورؐ اس کا کردار بہت ہی اچھا تھا۔ ہم سب آپ کی محبّت دل میں لے کر یہاں آئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ علقمہ کے دل میں میری محبت ہوتے ہوئے اس کا یہ حال ہے۔ تو اس کی والدہ نے کہا۔ حضورؐ یہ اسی چیز کا مستحق ہے۔ حضور نے فرمایا کیسے؟ تو علقمہ کی ماں نے جواب دیا۔ کہ حضورؐ علقمہ نے جوانی کے عالم میں اپنی بیوی سے چڑ کر میرے دائیں بازو پر ڈنڈا مارا تھا۔ جو اب تک بے کار ہے۔ حضورؐ نے دریافت کیا کہ آپ علقمہ کو معاف نہیں کر سکتیں۔ تو اُس کی ماں نے نفی میں سر ہلایا تو حضورؐ نے حکم دیا۔ کہ علقمہ کو زندہ جلا دیا جائے۔ یہ سُن کر علقمہ کی ماں فوراً بولیں کہ حُضورؐ میں نے علقمہ کو معاف کیا۔ جس وقت علقمہ کی ماں نے "معاف کیا" کا لفظ منہ سے نکالا تو علقمہ کی زبان سے فوراً کلمہ شہادت نکلا اور اس کی رُوح اپنے خدا سے جا ملی۔

پس پیارے بھائیو! اگر آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے مستحق ہونا چاہتے ہو۔ تو سب سے پہلے والدین کی عزّت کرو۔ اُن کی مرضی کے مطابق ہر کام کرو۔ اُن کی ہر نرمی اور سختی برداشت کرو۔ کیونکہ والدین کی فرمانبرداری ہی ہمارے لئے شفاعت کا ذریعہ بنے گی۔ اگر والدین ہمارے حق میں دُعا فرمائیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہماری شفاعت ضرور کریں گے۔

عزیز بھائیو! اب ہم پہلے اللہ تعالیٰ کے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات پیش کرتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کے ارشادات:۔

۱۔ ماں باپ بوڑھے ہو جائیں۔ تو اُن کو اُف بھی نہ کہو۔

۲۔ اگر ماں باپ مشرک ہوں۔ تو اُن کے کہنے پر اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ لیکن اس کے باوجود بھی ان سے دُنیا میں حسن سلوک کرو۔

حضورؐ کے ارشادات:۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میری صُحبت کے لئے کون شخص زیادہ مناسب ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ پھر اس نے عرض کیا۔ پھر کون۔ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ عرض کیا پھر کون۔ فرمایا تیری ماں۔ عرض کیا پھر کون۔ فرمایا تیرا باپ۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپ نے تیری ماں۔ پھر تیری ماں۔ پھر تیری ماں۔ پھر تیرا باپ۔ پھر تیرا قریبی عزیز۔ پھر تیرا قریبی عزیز (بخاری و مسلم)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ غبار آلود ہو ناک اُس کی۔ غبار آلود ہو ناک اس کی۔ غبار آلود ہو ناک اس کی۔ یعنی وہ ذلیل و خوار ہو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ کس کی ناک۔ آپ نے فرمایا۔ اس شخص کی جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بوڑھا پایا اور پھر جنت میں داخل نہیں ہوا۔ (یعنی ان کی خدمت کر کے) (مسلم)

اسماء بنت ابی بکرؓ کہتی ہیں میری ماں میرے پاس آئی۔ یعنی مکّہ سے مدینہ میں اور وہ مشرک تھی اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے۔ جبکہ قریش سے حدیبیہ کی صلح ہو چکی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ اسلام سے بیزار ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں آپؐ نے فرمایا ہاں اس سے سلوک کرو

(بخاری و مسلم)

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور اندرون شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷ - منظور شدہ محکمہ تعلیم: ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری TBC/۲۴۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان
بدل اشتراک
سالانہ گیارہ روپے لہ
ششماہی چھ روپے
فی پرچہ چار آنے